المرکز الاسلامی الصوفی
سیف الرضا علی رقبۃ أعداء المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اظہار الحق
(جلد اول)
تالیف
فضیلۃ الشیخ بختاور علی القادری
(بانی المرکز الاسلامی الصوفی)
المرکز الاسلامی الصوفی
سرینگر، کشمیر

سیف رضا علی رقبة أعداء المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

اظہار الحق

مصنف
مولانا بختاور علی قادری الکشمیری
(بانی المرکز الاسلامی الصوفی)

ناشر
المرکز الاسلامی الصوفی
(سرینگر، کشمیر)

نام کتاب : سیف رضا علی رقبۃ أعداء المصطفٰی (اظہار الحق)

نام مصنف : مولانا بختاور علی قادری الکشمیری

زیر اہتمام : دانش حسین زرگر قادری

سالِ اشاعت : ۱۴۴۴ھ / ۲۰۲۳ء

تعداد : ۱۱۰۰

ناشر : المرکز الاسلامی الصوفی

ناشر

المرکز الاسلامی الصوفی

سرینگر، کشمیر

فون: +917006049614

ای میل: cw80977@gmail.com

عرض ناشر

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ اما بعد

اللہ کریم کا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنے پیارے حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی بنایا۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، اور اسلام میں داخل ہونے کے لئے عقائد کا درست ہونا ضروری ہے، کیونکہ عقائد کا معاملہ ایسا ہے کہ اگر بڑے سے بڑا عمل کیا جائے اور عقائد درست نہ ہو تو ایسے اعمال کا کوئی فائدہ نہیں، کشمیر اولیاء کاملین کی سرزمین پر پچھلے کچھ سالوں سے کئی فتنے ظاہر ہوئے، جن کا سدباب وقت وقت پر علماء اھل سنت نے کیا، اور کر رہے ہیں۔ لوگ بھی ان فتنوں کے شکار ہو رہے ہیں، دراصل عقائد اھل سنت سے ناآشنائی کے سبب ایسا ہو رہا ہے۔ کتاب ھذا "اظہار الحق" عقائد اھل سنت اور فتنہ وہابیہ پر ایک بہترین بیان ہے، جسے استاذ محترم فاضل دینیات مولانا بختاور علی قادری رضوی مدظلہ العالی نے تصنیف فرمایا ہے۔ اس کتاب کی نشر و اشاعت عقائد اھل سنت کے لئے ضروری ہے۔

فقط والسلام

اراکین و طلباء

المرکز الاسلامی الصوفی

تقریظ جمیل

ادیب شہیر حضرت علامہ مفتی محمد مسیح الدین مصباحی حفظہ اللہ

الحمدللہ وکفی والصلاۃ والسلام علی النبی المصطفی وآلہ وصحبہ ومن سار علی نھجہ واقتفی

تازہ ترتیب شدہ کتاب بنام اظہار الحق کو عدیم الفرصتی کے باوجود ملاحظہ کیا۔ اس کتاب کے مولف تلمیذی حضرۃ العلام بختاور علی قادری کشمیری سلمہ القوی بانی المرکزالاسلامی الصوفی سرینگر کشمیر ہیں۔ موصوف ذی استعداد محقق عالم دین ہیں انہوں نے کتب معتبرہ کی روشنی میں عقائد وہابیہ دیابنہ کا رد آسان زبان وبیان میں کیا ہے۔ اور احسن طریقے سے احقاق حق وابطال باطل کیا ہے۔ خود وہابیہ دیابنہ کی کتابوں سے ان کے فاسد گمراہ عبارات کو پیش کر کے رد اور عقائد اہل سنت کو ثابت کیا ہے سرزمین کشمیر میں عقائد باطلہ اور فاسدہ کو اجاگر کرنا اور اس کا تحقیقی رد کرنا اور امت مسلمہ کو اس فتنہ عظیمہ سے بچا کر ان کے ایمان وعقائد کو محفوظ رکھنا عصر حاضر کی سب سے ترجیحی رہنمائی ہے یقینا یہ اچھا سلسلہ ہے اللہ تعالی اس کتاب کو عام وخاص میں مقبول تام فرمائے اور مزید مولف کو دین متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

محمد مسیح الدین مصباحی

جامعہ ارشادیہ کان پور یوپی

شب ۳ ربیع النور ۱۴۴۶

تقریظ جمیل

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی حسن رضا یلدرم حنفی ماتریدی حفظہ اللہ

الحمد للہ رب العالبین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین

وأصحابہ الہادین المہدیین. اما بعد

فاضل محتشم فضیلۃ الشیخ بختاور علی القادری بانی المرکز الاسلامی الصوفی سرینگر کشمیر کی تصنیف لطیف بنام سیف رضا علی رقبۃ اعداء المصطفی کے مطالعہ کی سعادت حاصل ہوئی ماشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اہل حق کے لیے بہترین رہبر ورہنما پایا کتاب کو پڑھنے سے محسوس ہوا کہ فاضل مصنف نے بہت محنت شاقہ اور باریک بینی سے کام کیا الحمد للہ جس گھر میں یہ کتاب ہوگی اس گھر میں برکت بھی ہوگی اور گھر والے بدمذہبی کے شر سے محفوظ رہیں گے

اس کتاب کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حامی سنت قاطع بدعت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد مائۃ حاضرہ وسابقہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فکر کی روشنی میں ترتیب دیا گیا ہے اس کتاب کو خرید کر تقسیم کیا جائے اور عام کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور آیندہ ایسے کام جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

مفتی حسن رضا یلدرم حنفی ماتریدی

شیخ الحدیث ورئیس دار الافتاء مرکزی دار العلوم

اہل سنت وجماعت مشین محلہ نمبر 1 جہلم،

پاکستان

تقریظ جمیل

الدکتورالشیخ عزیز محمدالصامسونی القادري النقشبندي حفظہ اللہ (ترکی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی الہ وصحبہ اجمعین

العلامة، أحد علماء الهند الفضلاء بختاور علی القادری الكشميری

وأسأل الله تعالى أن يكون كتابه القيم نافعاً للأمة، وأن يكون قوياً موفقاً

في النشر والدفاع عن عقيدة أهل السنة والجماعة، ومحاربة الوهابيين

الغيورين على الناس. من البدع، وإطفاء نار الفتنة بينهم.

وما التوفيق إلا بالله.

الدکتورالشیخ عزیز محمدالصامسوني القادري النقشبندي (ترکی)

ترجمہ تقریظ

(ہندوستانی علماء میں سے ایک ممتاز عالم بختاور علی القادری الکشمیری، میں اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہوں کہ ان کی گرانقدر کتاب (اظہارالحق) قوم کے لیے نفع بخش ہو اور یہ اہل سنت وجماعت کے عقیدے کو پھیلانے اور اس کا دفاع کرنے اور لوگوں سے حسد کرنے والے وہابیوں کا مقابلہ کرنے میں مضبوط اور کامیاب ہو۔)

وما التوفیق إلا باللہ.

کلامِ رضا

اعلیحضرت امام شاہ احمد رضا خان قادری رضی اللہ عنہ

سُونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو! جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

آنکھ سے کاجل صاف چُرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھری تاکی ہے اور تُو نے نیند نکالی ہے

سَونا پاس ہے سُونا بن ہے سَونا زہر ہے اُٹھ پیارے
تو کہتا ہے نیند ہے میٹھی تیری مت ہی نِرالی ہے

تم تو چاند عرب کے ہو پیارے تم تو عجم کے سُورج ہو
دیکھو مجھ بے کس پر شب نے کیسی آفت ڈالی ہے

دُنیا کو تُو کیا جانے یہ بس کی گانٹھ ہے حرافہ
صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے

مولیٰ تیرے عفو و کرم ہوں میرے گواہ صفائی کے
ورنہ رضاؔ سے چور پہ تیری ڈِگری تو اِقبالی ہے

انتساب

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت

غوث اعظم شیخ سید عبد القادر جیلانی

مجدد اعظم امام شاہ احمد رضا خان قادری

اور ان تمام علماء اہل سنت کی اور منسوب کرتا ہوں جو وقت وقت پر حق کی آواز بلند کرتے ہیں، اور عوام کو فتنوں سے آگاہ کر کے ان فتنوں سے محفوظ رہنے کی تدابیر فراہم کرتے ہیں۔

خادمِ علماء اہل سنت

فقیر بختاور علی قادری الکشمیری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اللہ کریم کی بے شمار حمد وثنا، کروڑوں درود وسلام ہو ہمارے آقا و مولیٰ سید عالم ﷺ پر کہ جن کے باعث تاریکی دور ہوئی اور روشنی قریب ہوئی، ظلمت وجہالت کے اندھیرے ختم ہوئے اور نور کی شعائے عالم میں پھل گئی۔ اور بے شمار رحمتوں کا نزول ہو سید عالم ﷺ کے جان نثار صحابہ پر اور کے اھل بیت پر۔ اور اولیاء وعلماء اھل سنت پر جو وقت وقت پر اپنے نورانی وروحانی وعلمی فیضان سے عالم کو منور کرتے رہتے ہیں۔

کشمیر پوری دنیا میں جنت کے نام سے مشہور ہے، لیکن اس کشمیر کو نوازنے والے یہاں کے اولیاء، صوفیاء، اور علماء ہے۔ لیکن پچھلے کئی سالوں سے ہمارے اس وطن عزیز میں افراطفری اور یہاں کے صوفیانہ ماحول میں تتر بتر سی حالات برپا ہو چکی ہے۔ اور اس کی بنیادی وجہ وہابی فتنے کا یہاں سر اٹھانا، انہوں نے ہماری مسجدوں میں داخل ہو کر منافقوں کی طرح ہماری مسجدوں میں فساد برپا کیا۔

جن مساجدوں میں صبح فجر سے پہلے دعائے صبح اور فجر کی نماز کے بعد اوراد فتحیہ پڑھی جاتی تھی، ان مساجدوں میں وہابیوں نے ایسا فتنہ برپا کیا کہ اب ان مساجدوں میں دعائے صبح اور اوراد فتحیہ کا ذکر بھی نہیں۔ اب چند ایک مساجدوں میں دعائے صبح اور اوراد فتحیہ کی آواز سننے کو ملتی ہے۔ لیکن اس کا ذمہ دار کون ہے، یہ الزام کس پر آئد ہوگا۔ یہ الزام مساجدوں کے ان ٹھیکیداروں پر آئد ہوگا جو مساجدوں کے ذمہ دار بنے بیٹھے ہیں۔ اور یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ سب صحیح ہیں اور ہمارے بھائی ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ اعتدال ہے، مگر یاد رکھیں یہ اعتدال نہیں بلکہ صلح کلیت ہے، جو یہاں فنگس (fungus) کی طرح پھلتا ہی جا رہا ہے۔ یہ وہابی اھل سنت کا لبادہ پہن کر اھل سنت کی صفوں میں داخل ہو گئے۔ اور عوام اھل سنت کے اعتقاد کو خراب کیا اور کر رہے ہیں۔ ہم ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ عقائد کے معاملے میں کبھی سستی نہیں دکھانی چاہیے۔ اور ہاں ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ عوام ان سے جگڑا یا قتال کرے، بلکہ علماء اھل سنت کی طرف رجوع کرے علماء آپ کی رہنمائی کریں گے۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہے جو عوام میں اپنا عقیدہ سنی ظاہر کرتے ہے۔ اور اپنے آپ کو اھل سنت کہتے ہے۔ لیکن باطن میں وہابی اور ابن عبدالوہاب کے پیروکار ہوتے ہے۔ اور ان کے دلوں میں عداوت رسول ﷺ اور عداوت اولیاء کرام وصوفیائے عظام ہوتی ہے۔ پر علماء اھل سنت کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ عوام تک حق پہنچائے اور عوام ان بدبختوں کی گندی سازشوں میں نہ آئے۔ اس کتاب کو لکھنے کا بھی اصل مقصد یہی ہے، کہ عوام اھل سنت جان لے کہ حق کیا ہے۔ ہم ہمیشہ کہتے ہیں کہ اھل سنت میں آج بہروپئے داخل ہو گئے ہیں، جو اھل سنت میں آکر عوام اھل سنت کا عقیدہ بگاڑ رہے ہیں، ویسے تو آج ہر ایک جماعت کا یہی نعرہ بن چکا ہے کہ ہم ہی اھل سنت ہے، لیکن ہم نے برابر کہا کہ یہ اھل سنت نہیں بلکہ اھل سنت کے لبادہ میں دشمنانِ اھل سنت ہے۔ اب ان سب جماعتوں میں دیوبندی پورے بہروپئے بن کے اھل سنت میں داخل ہوئے، اور عوام میں یہ مشہور کردیا کہ دیوبندی اھل سنت ہے، سنی ہے،

ان کے عقائد صحیح، وہابی نہیں، بلکہ وہابیوں کے خلاف ہے، بلکہ وہابی اور دیوبندی الگ الگ ہے۔ (حالانکہ ایسا بلکل بھی نہیں ہے، بلکہ وہابی اور دیوبندی ایک ہی جماعت کے دو نام ہے)۔

جس کی بنا پر یہاں بعض افراد سیدی اعلیحضرت امام شاہ احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کو بھی مانتے ہیں، اور دیوبندی اکابروں کو بھی، بلکہ اکابرِ دیوبندیہ کو بڑے بڑے القابات بھی دیتے اور لکھتے نظر آتے ہیں۔ پر اس کتاب میں ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ وہابی اور دیوبندی ایک ہی جماعت کے دو نام ہے۔ حقیقت میں یہ عوام اھل سنت کو فساد میں مبتلا کرنے کی غرض سے اھل سنت میں داخل ہوتے ہیں، اور عقائد اھل سنت کی تائید کرتے ہیں، لیکن حقیقت میں یہ اھل سنت کے دشمن عقائد وہابیہ یعنی گمراہ عقائد رکھتے ہیں۔

چند سال قبل اوراد فتحیہ (تصنیف بانئ اسلام فی الکشمیر حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رضی اللہ عنہ) کی شرح منظر عام پر آئی بنام دولۃ الکشمیر من طرف امیر کبیر۔ اس شرح کا مطالعہ کرتے وقت میں حیران ہوگیا کہ اس شرح کے مصنف جو ظاہر میں اور

عوام اھل سنت میں اپنا عقیدہ اھل سنت ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن اس شرح میں اکابرینِ علماء دیوبند (جن پر اکابرینِ علماء اھل سنت نے ان کی گستاخیوں کی بنا پر ان پر کفر کا فتویٰ لگایا) کو رحمۃ اللہ علیہ لکھا دیکھا۔ بلکہ اس شرح کے صفحہ ۶۰۳ پر مولوی اشرف علی تھانوی کو حکیم الامت اور مجدد ملت جیسے بڑے اور مبارک القابات لکھے ہوئے دیکھے (حالانکہ اھل سنت کا موقف ان سب کے معاملے میں واضح ہے)۔

اس شرح میں معمولاتِ اھل سنت پر بھی بات کی گئی ہے، ابن عبد الوہاب کا بھی رد کیا گیا ہے، بلکہ سیدی اعلیحضرت امام شاہ احمد رضا خانؒ پر ایک مستقل مضمون بھی تحریر کیا گیا ہے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ گستاخانِ رسول ﷺ کو القابات بھی دیے گئے ہیں۔ پر یہ کبھی بھی گوارا نہیں، سیدی اعلیحضرت امام شاہ احمد رضا خانؒ اور گستاخانِ رسول ﷺ ایک ہی جگہ نہیں آ سکھتے۔ کوئی کتنا بھی اھل سنت ہونے کا ڈھونگ کرے، لیکن علماء ان کے اس ڈھونگ سے واقف ہے اور ان کا پردہ فاش کرتے ہیں۔

اس شرح کے مصنف لکھتے ہیں :

اعلیٰ حضرتؒ نے اپنی تمام زندگی مبارکہ علمی جہاد میں ہر اس باطل نظریہ کا رد فرمایا جس نے اسلام کے نام پر سر اٹھانا چاہا، خصوصاً دشمنانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (شرح اوراد فتحیہ، ۵۹۲)

یقینن سیدی اعلیحضرت امام شاہ احمد رضا خانؓ نے اپنی پوری زندگی مبارکہ دشمنان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علمی جہاد کیا، مگراب ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا سیدی اعلیحضرت امام شاہ احمد رضا خانؓ نے جن باطل نظریوں کا رد کیا یہ بے لگام دیوبندی اس میں نہیں، کیا میرے امام نے اکابرینِ علماء دیوبند کو ان کی گستاخیوں کی بنا پر حد نہیں لگائی۔ کیا میرے امام نے انہیں جن کو آپ نے معزز جان کر حکیم الامت اور مجدد ملت لکھا، جنہیں آپ نے سلف صالحین لکھا، جنہیں آپ نے رحمتہ اللہ علیہ لکھا، ان کی گستاخیوں پر ان کا رد نہیں کیا۔ یقینن میرے امام نے ان کا رد کیا، آقا کریم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفاداری کا پورا پورا حق ادا کیا، اور آقا کریم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس پر پہرا دیا۔

صرف سیدی اعلیحضرت امام شاہ احمد رضا خانؓ نے ہی نہیں

بلکہ سارے اکابرین علماء اھل سنت نے ان کا رد کیا اور ان پر فتوے لگائے جنہیں آپ نے القابات لکھے ہیں۔ سن ۱۳۲۴ھ میں سیدی اعلیحضرت امام شاہ احمد رضا خانؒ نے المعتمد المستند کا وہ حصہ جو فتاوی پر مشتمل تھا حرمین طیبین کے علماء کرام کی خدمت میں پیش کیا، اور اس فتاوی پر وہاں کے ۳۵ جلیل القدر علماء نے اپنی اپنی زبردست تقریظیں بھی لکھی اور واضح الفاظ میں لکھا کی مرزائے قادیانی کے ساتھ ساتھ یہ دیوبندی اکابرین بھی اسلام کے دائرے سے خارج ہیں، اور حمایت دین کے سلسلے میں سیدی اعلیحضرت امام شاہ احمد رضا خانؒ کو خراج تحسین بھی پیش کیا، حرمین طیبین کے علماء کرام کے یہ فتوے حسام الحرمین علی منحر الکفر المین کے نام سے شایع ہوے۔ ہم اپنے امام کی جرأت کو سلام کرتے ہے، کہ جنہوں نے عوام کو اس فتنے سے آگاہ کیا اور عوام تک حق پہنچایا۔ ذیل میں ہم متحدہ ہند کے اکابرین علماء اھل سنت کے چند فتوے نقل کر رہے ہیں جو اکابرین علماء اھل سنت نے اکابرینِ علماء دیوبند پر ان کی گستاخیوں کی بنا پر لگائے۔

سیدی اعلیحضرت امام شاہ احمد رضا خانؒ ارشاد فرماتے ہیں :

غلام احمد، سید احمد، خلیل احمد، رشید احمد، اشرف علی، کے کفر میں جو شک کرے وہ خد کافر۔ (الملفوظ، حصہ اول، ۱۰۰)

حضرت اولاد رسول محمد میاں القادری البرکاتیؒ ۸ جمادی الآخر ۱۳۴۵ھ کو ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں :

بے شک فتاوی حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین حق و صحیح ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی تھانوی اور قاسم نانوتوی اپنے ان کفریاتِ صریحہ ناقابلِ توجیہ و تاویل کی بنا پر جن کا حوالہ اس استفتاء اور مجموعہ فتاوی مبارکہ حسام الحرمین میں ہے، ضرور کفار مرتدین ملعونین ہیں۔ ایسے کہ جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر بھی ان کے کفر میں شک کرے اور انہیں کافر نہ جانے وہ خد کافر۔ مسلمانوں پر احکامِ حسام الحرمین کا ماننا فرضِ قطعی ضروری اور ان کے مطابق عمل کرنا حکم شرعی لازم حتمی۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

(الصوارم الھندیہ علیٰ مکر شیاطین الدیوبندیہ، ۳۲)

حضرت علامہ مفتی محمد اجمل القادریؒ ارشاد فرماتے ہیں :

واقعی غلام احمد قادیانی، قاسم نانوتوی، رشید احمد، اشرف علی اپنے اپنے مذکورہ بالا اقوال کی بنا پر کافر، مرتد، خارج از اسلام ہیں۔ اور ان اقوال کی کفری مراد ایسی ظاہر ہے کہ ان میں کسی ایسی تاویل کی گنجائش نہیں جس سے ان کا اسلام ثابت ہو سکے۔ لہٰذا جو شخص باوجود اقوال مذکورہ پر مطلع ہونے کے ان کو مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

(الصوارم الھندیہ علی مکر شیاطین الدیوبندیہ، ۵۳)

(مزید فتوی کے لئے حسام الحرمین اور الصوارم الھندیہ کا مطالعہ کرے) یہ ہے ہمارے اکابرین اھل سنت کا حکم جس پر ہمارا عمل ہے۔ الحمدللہ

شرح اوراد فتحیہ کے پہلے لگ بگ ۶۰ صفحات پر تقریظات موجود ہے، جن میں کشمیر کے اھل سنت کے جید علماء کی تقریظات بھی شامل ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہو سکھتی ہے کہ شاید ان علماء نے اس کتاب کو صحیح سے دیکھا نہیں ہوگا یا تو مصنفِ کتاب نے چاپلوسی

کی ہوگی، کہ علماء اھل سنت کی تقریظات کے بعد اس کتاب میں یہ سب چیزے شامل کی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہم بس علماء کرام کی خدمت میں یہ عرض کردے کہ اپنی تقریظات کو اتنا سستا نہ کرے کہ کوئی بھی شخص آپ کے نام پر دیوبندیت، وہابیت کو فروغ دے۔

دراصل اس کتاب دولتہ الکشمیر من طرف امیر کبیر المعروف شرح اوراد فتحیہ کے تعلق سے بہت سارے اسلامی بھائیوں نے سوالات کیئے، اور ہم نے اپنے اکابرین اھل سنت وفتاوی حسام الحرمین کی روشنی میں دو سے چار صفحات پر جواب تحریر کیا، پر کچھ ساتھیوں کے اثرار پر جب انہوں نے کہا کہ یہ فتنہ دن بہ دن بڑھتا ہی جارہا ہے، تو ایسی صورت میں ایک مستقل کتاب کی اشد ضرورت ہے۔ جس میں حق اور باطل واضح ہوجائے، تو فقیر راقم الحروف نے اپنے صحیح فریضہ کو سمجھتے ہوئے اس کتاب کو تصنیف کیا۔

مولیٰ کریم اپنے حبیب کے صدقے فقیر کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ اور عوام کو حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین۔

جو سرورِ عالم کے تقدس کو گھٹائے
وہ اور سبھی کچھ ہے مسلمان نہیں ہے

خادمِ علماء اھل سنت
فقیر بختاور علی قادری کشمیری
(فاضلِ دینیات)

فتنوں کی پیشن گوئی

کائنات کی ابتداء ہی سے فتنے اور فسادات برپا ہو گئے۔ جس کی پیشن گوئی اللہ کے فرشتوں کے اس وقت کر دی جب خالق کائنات نے اپنے فرشتوں سے فرمایا :

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ (سورۃ البقرہ)

"اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔"

تو اللہ کے فرشتوں نے جواب میں عرض کیا :

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ

"بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے۔ اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں۔"

اب سوال یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کی تسبیح کرتے، اس کی پاکی بیان کرتے، اس کی عبادت کرتے ہیں۔

توحضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کیوں عمل میں لائی گئی ۔ جسے خالق کائنات نے اپنا خلیفہ کہہ کر پکارا ۔ اور کیا حکمتیں ہو سکتی ہے ، جنھیں خالق کائنات نے فرشتوں پر ظاہر نہیں فرمایا تھا ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ آگے ارشاد فرماتا ہے :

قَالَ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ○ (سورۃ البقرہ)

" فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے ۔ "

اس آیت مبارکہ سے یہ بات ظاہر ہورہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتیں فرشتوں سے پوشیدہ رکھی تھی ۔ چنانچہ صدرالافاضلؒ اس آیت کے حاشیہ پر رقمطراز ہے :

" میری حکمتیں تم پر ظاہر نہیں ۔ بات یہ کہ انسانوں میں انبیاء بھی ہوں گے ، اولیاء بھی اور وہ علمی و عملی دوتوں فضیلتوں کے جامع ہوں گے ۔ " (خزائن العرفان)

اوران ہی فضیلت اور عزمت والی شخصیتوں میں انبیا کے سردار ، دوعالم کے غمخوار ، حبیبِ کردگار ، محمدرسول اللہ ﷺ تشریف آور ہوں گے ، جن کے تشریف اشرف سے کائنات معطر ومنور ہو

جائے گی۔ جن کے وسیلے سے اس کائنات کو پیدا فرمایا گیا۔ اور آقا کریم سید عالم ﷺ ہی کے وسیلے سے حضرت آدم علیہ اسلام کی تخلیق بھی عمل میں لائی گئ۔ جیسا کہ امام قسطلانیؒ بیان فرماتے ہیں :

" جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو ان کو الہام کیا۔ انہوں نے پوچھا : اے میرے رب تونے میری کنیت کس لئے ابو محمد رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدم تو اپنا سر اٹھا۔ حضرت آدم نے اپنا سر اٹھایا تو حضرت محمد ﷺ کا سر اوق عرش میں دیکھا۔ حضرت آدم نے پوچھا۔ یہ کیا نور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ اس نبی کا نور ہے۔ جو تمہاری اولاد سے ہے۔ اس کا نام آسمان میں احمد مشہور ہے۔ اور اہل زمین کے لئے محمد ہے۔ اگر محمد نہ ہوتے تو میں نہ تم کو پیدا کرتا اور نہ زمین کو۔ " (مواہب لدنیہ، جلد اول)

اور اس کے بعد جب بھی میرے اس حبیب ﷺ کی شانِ اقدس پر کوئی گستاخ حملہ کرے، تب تب میرے اس حبیب ﷺ کی امت میں سے اس کے جانثار عاشق ناموسِ رسالت پر اپنی جانوں کا

نذرانہ پیش کرینگے ،جب جب سید عالم ﷺ کے غدار بے ادبیاں کرینگے ،گستاخیاں کرینگے ،تب تب اہل وفا واہل محبت میں سے امام احمد رضاؓ جیسے عاشق اپنے آقا و مولیٰ کی ناموس کے دفع کے لئے اپنے آپ کو ڈھال بنا دینگے ۔ جو گستاخانِ رسول ﷺ کے خلاف اپنے قلم کو تلوار بنا دینگے ،اور گستاخانِ رسول ﷺ کی گردنوں کو اس تلوار سے کاٹ دینگے ۔

الغرض اس کائنات میں بہت سے فتنے ظاہر ہوئے ،اسلام کو پست کرنے کے لئے باطل طاقتوں نے طرح طرح کے حربوں کا استعمال کیا ،اور طرح طرح کی صورتیں اختیار کی ،کبھی یہ باطل جماعت خوارج کی صورت میں ظاہر ہوئی ،اور کبھی یزیدیت کی صورت میں ،اور دورِ حاضر میں ان سب فتنوں سے بڑھکر یہ باطل جماعت وہابیت ،نجدیت کے نام سے ظاہر ہوئی ،اس جماعت نے بھی اسلام کے نام پر ہی اپنا سر اٹھایا ،اسلام کے نام پر اٹھنے والی اس جماعت نے اسلام ہی کو اتنا نقصان پہنچایا کہ شاید ہی کسی اور باطل جماعت نے اتنا نقصان پہنچایا ہو۔

اس فتنے کی پیشن گوئی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی کر دی تھی۔
چنانچہ حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں :

قال ذکر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا قالوا وفی نجدنا قال اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان۔

(بخاری، کتاب الفتن)

" حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اے اللہ ہمیں ہمارے شام میں برکت دے۔ اے اللہ ہمیں ہمارے یمن میں برکت دے لوگ عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہمارے نجد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ ہمیں ہمارے شام میں برکت دے۔ اے اللہ ہمیں ہمارے یمن میں برکت دے۔ لوگ عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہمارے نجد میں میرے خیال میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا گروہ نکلے گا۔ "

"قرن الشیطان" سے یہاں بعض علماء نے شیطان کا سینگ مراد لیا ہے۔ یعنی نجد کی سرزمین سے ایک ایسی جماعت ظاہر ہوگی، آدمیوں کی ایسی ٹولی نکل آئے گی، جو بمانند شیطان کے سینگ کی ہوگی۔ جو پوری دنیا میں فتنے اور فسادات برپا کرے گی، اور ایسا ہی ہوا۔

سن ۱۳ اویں صدی ہجری میں ابن عبدالوہاب نے نجد سے نکل کر پوری دنیائے اسلام میں فسادات برپا کئے۔ ابن تیمیہ کے نظریات سے متاثر ہوکر اس نے ایسے گمراہ نظریات اور فاسد عقائد کو جنم دیا جس کا بھرپور رد اس وقت کے علماء اھل سنت نے اپنے شاندار انداز میں کیا۔ ان علماء میں سرفہرست ابن عبدالوہاب کا بھائی شیخ سلیمان بن عبدالوہاب ہے۔ شیخ سلیمان نے اپنے بھائی کی گمراہیت دیکھ کر اس کے رد میں " الصواعق الالٰھیہ " نامی کتاب بھی لکھی۔ اور بھی کئ علماء واسلافِ امت نے اس کا زبردست رد کیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین شامیؒ اس کی تحریک کے بارے میں لکھتے ہیں :

ھو بیان لمن خرجوا علی سید علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا فیکفی فیھم اعتقادھم کفر من خربوا علیہ کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوھاب الذین خربوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین و کانوا ینتحلون مذھب الحنابلۃ لکنھم اعتقدوا انھم ھم المسلمون وان من خالف اعتقادھم مشرکون و استباحوا بذالک قتل اھل السنۃ وقتل علمائھم۔

(ردالمحتار، جلد سوم، باب البغات)

"یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے حضرت علیؓ کے خلاف خروج کیا، ورنہ ان کے خارجی ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کو کافر قرار دیا جن کے خلاف انہوں نے خروج کیا تھا۔ جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ابن عبد الوہاب کے پیرو کار جو نجد سے نکلے اور حرمین پر قابض ہو گئے اور وہ اپنے آپ کو حنبلی المذہب کہتے تھے، لیکن ان کا اعتقاد یہ تھا کہ مسلمان صرف وہ یا ان کے موافق ہیں۔ اور جو عقائد میں ان کے مخالف ہیں، وہ مسلمان ہی نہیں ہے، بلکہ مشرک ہے، اس بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کے قتل کو جائز رکھا۔"

حضرت تاج الشریعۃ بدرۃ الطریقۃ مفتی اختر رضا قادری ازہریؒ کے ترجمہ "المعتقد المنتقد مع المستند المعتمد" کی تقریظ میں حضور محدث کبیر مفتی ضیاالمصطفٰی قادری فرماتے ہیں :

"بارہویں صدی ہجری میں فتنہ وہابیت نے نجد میں سر ابھارا اور ان وہابیوں نے حرمین طیبین پر حملہ کر کے صحابہ و تابعین، ائمہ دین و شہداء و صالحین کے مزارات کی توڑ پھوڑ کی اور اہانت آمیز کاروائیوں میں مصروف ہوائے۔ انھوں نے اللہ و رسول کی شان میں گستاخیاں کیں۔ ساتھ ہی انھوں نے عامتہ المسلمین کو کافر و مشرک قرار دیکر ان کے قتل کو مباح قرار دیا۔" (صحفہ، ۴۰)

اعلیحضرت امام شاہ احمد رضا خانؒ فرماتے ہیں :

"شیخ نجدی علیہ ما علیہ ڈنکے کی چوٹ کہتا تھا کہ چھ سو (٦٠٠) برس سے جتنے علما گزرے سب کافر تھے۔

کما ذکرہ المحدث العلامۃ الفقیۃ الفھامۃ شیخ الاسلام زیبۃ المسجد الحرام سیدی احمد بن زین ابن دحلان المکی قدس سرہ الملکی فی الدرر السنیۃ۔ (الامن و العلٰی، ۵۸)

جیسا کہ علامہ محدث شیخ الاسلام ، زینت مسجد حرام ، سیدی احمد بن زین دحلان مکی مالکی قدس سرہ نے الدرر السنیۃ میں ذکر کیا ہے ۔ "

بحر حال علماء نے ان کے بے شمار مظالم اپنی اپنی تصانیف میں بیان کئے ہیں ۔ اور ان کے دجل و فریب سے عوام کو آگاہ کیا ہے ۔

متحدہ ہند میں اس فتنے کے بانی مولوی اسماعیل دہلوی ہے ، اس نے اپنے آباء واجداد کے اثر ورسوخ سے غلط فائدہ اٹھایا ۔ مولوی اسماعیل دہلوی وہابی تحریک سے کافی زیادہ متاثر تھے ، یہاں تک کہ ابن عبدالوہاب کی کتاب "کتاب التوحید" جو کہ صرح گستاخیوں پر مبنی ہے کا اردو میں نعم البدل کر کے "تقویۃ الایمان" نام رکھا اور اس کتاب کے بدولت مسلمانوں کو آپس میں لڑوایا ۔ جب یہ کتاب ہند میں چھپی تو مسلمانوں میں جنگ کا سا ماحول پیدا ہو گیا ۔ چنانچہ صدر الافاضلؒ فرماتے ہیں :

"اس تقویت الایمان کی بدولت ہندوستان کے مسلم حصہ میں اک خطرناک جنگ چھڑ گئی ۔ اور ہر ایک گھر مولوی اسماعیل صاحب

کی بدولت معرکۂ جنگ بن گیا۔ مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم ہوا ان کے پہلوؤں میں ان کے خونخوار دشمن پیدا ہوئے جو انھیں مشرک جانتے اور رات دن اُن سے لڑتے رہتے ہیں اور جس قدر اس کتاب کی اشاعت زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اسی قدر یہ جنگ وسیع ہوتی ہے۔ (اطیب البیان فی رد تقویۃ الایمان، صحفہ ۱۷۱)

اس کتاب کے تعلق سے خود مولوی اسماعیل دہلوی کا بیان ہے

" میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے۔ مثلاً ان مور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی۔ گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔

(ارواحِ ثلاثہ، صحفہ ۸۱)

مولوی اسماعیل دہلوی نے توقع کی تھی کہ خود ٹھیک ہو گا۔ پر انہیں اس بات کا علم نہ تھا، کہ اگر حضور سید عالم ﷺ کے غدار ہوں

گے ، تو آقا کریم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفادار بھی ضرور ہوں گے۔ جو آقا کریم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف اٹھنے والے قلموں کے ساتھ ساتھ ان قلموں کو چلانے والوں کی گردنوں کو بھی کاٹ دینگے۔

الغرض ہر دور کی طرح جب جب اس طرح کے دشمنانِ اسلام نے سر اٹھایا، تب تب علماء اھل سنت نے ان کا رد کیا۔ اور اس معاملے میں بھی ایسا ہی ہوا، بہت سے علماء کرام تحفظ ایمان کے خاطر میدان میں آئے ، اور بعض علماء نے اس سے مناظرہ کیا۔ جن میں سر فہرست مولوی اسماعیل دہلوی کے چچازاد بھائی مولانا محمد رفیع الدین محدث دہلوی کے صاحبزادگان مولانا شاہ مخصوص اللہ دہلوی ، اور مولانا موسیٰ دہلوی شامل ہے۔

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی بھی مولوی اسماعیل دہلوی سے متفق نہ تھے۔ بہت سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا۔ حتیٰ کہ اس کو جائیداد سے بھی بے دخل کیا۔ شیخ العلماء شاہ فضل رسول بدایونی اس کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں :

"مولوی اسماعیل کی فکر میں حدت اور طبیعت میں مذہب سے بے قیدی کی رغبت پہلے ہی سے تھی۔ بزرگ ان کو اس سبب سے ان سے ناراض بھی تھے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے آخر عمر میں اپنا تمام مملوکہ منقولہ غیر منقولہ کہ ہر جنس کثرت سے تھی۔ حرم اور نواسوں وغیرہ کو ہبہ کر کے قابض کرادیا، مولوی اسماعیل کو کچھ یہ دیا۔ جب شاہ صاحب نے انتقال کیا، کوئی بزرگوں میں نہ رہا، مولوی اسماعیل کھلے بندوں کھیل کھیلے۔ تین چشمے فساد کے دین میں ان کی ذات سے جاری ہوئے۔" (سیف الجبار، صحفہ ٦٨)

اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان پر بیزاری و ناراضگی کا اس طرح اظہار فرمایا :

(مولانا شاہ محمد فاخر الہ آبادی فرماتے ہیں) "کہ جب اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان لکھی اور سارے جہان کو مشرک و کافر بنانا شروع کیا اس وقت حضرت شاہ صاحب آنکھوں سے معذور ہو چکے تھے۔ اور بہت ضعیف بھی تھے۔ افسوس کے ساتھ فرمایا :

میں تو بلکل ضعیف ہو گیا ہوں ۔ آنکھوں سے بھی معذور ہوں ۔ ورنہ اس کتاب (تقویۃ الایمان) اوراس عقیدۂ فاسد کا رد بھی تحفۂ اثنا عشریہ کی طرح لکھتا کہ لوگ دیکھتے ۔" (مولانا محمد ظفر الدین بہاری، ماہنامہ پاسبان امام احمد رضا نمبر، صحفہ ۱۹-۲۰)

الغرض ابن عبد الوہاب اور اسماعیل دہلوی ایسے دو شخص پیدا ہوئے ، جنھوں نے مسلمانوں میں فرقہ واریت کو جنم دیا ، اور مسلمانوں آپس میں ہی لڑوانے کی شرمناک کوشش کی ۔

اب یہ بات بھی قابل غور ہے کہ وہابیت بھی حصّوں میں تقسیم ہوگئ ، دراصل لوگوں کو گمراہ اور فساد میں مبتلا کرنے کی غرض سے وہابیت الگ الگ حصّوں میں بٹ گئ ۔ جیسے غیر مقلدین (اہل حدیث)، دیوبندی ، جماعت اسلامی ، تبلیغی ۔

مگر صرف اھل سنت وجماعت ہی ایک ایسی پاک ومقدس جماعت ہے ، جو نہ کبھی حصّوں میں تقسیم ہوئ اور نہ کبھی ہوگی ۔ جو ہمیشہ دشمنانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بیزار رہی ہے ، اور ہمیشہ ادیانِ باطلہ سے اعلاء حق کے خاطر لڑتی رہی ۔

اب یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ دیوبندیوں میں بعض ابن عبد الوہاب کو برا سمجھتے ہیں اور بعض اسے اچھا سمجھتے ہیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ خواہ یہ دیوبندی اسے برا سمجھے یا اچھا سمجھے، ہے یہ سب وہابی ہی، کیونکہ عقائد ان سب کے وہی ہیں، جو ابن عبد الوہاب کے تھے۔ جو کہ آگے ثابت کیا جائے گا۔ انشاء اللہ
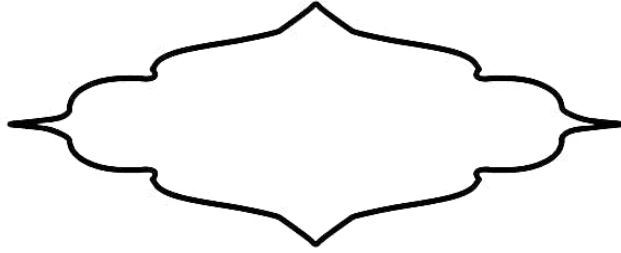
علماء دیوبند کے دو طبقے

اب علماء دیوبند میں جو ابن عبدالوہاب کو اچھا سمجھتے ہے، ان میں دیوبندیوں کے قطب الاقطاب مولوی رشید احمد گنگوہی، اور آج کے لگ بگ سارے علماء دیوبند ہے، بس کبھی کبھار اھل سنت کو گمراہ کرنے کی غرض سے اس کا رد کرتے نظر آتے ہے۔ اور جو ابن عبدالوہاب کو برا سمجھتے ہے ان میں مولوی انور شاہ کشمیری، اور مولوی حسین احمد ٹانڈوی ہے۔ چنانچہ ابن عبدالوہاب کے بارے میں مولوی رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں :

" محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا۔ "

(فتاویٰ رشیدیہ، صحفہ ۲۸۰)

پھر آگے کہتے ہیں :

" محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے۔۔۔ عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے۔ " (فتاویٰ رشیدیہ، صحفہ ۲۸۰)

کشمیر میں دیوبندیوں کے مفتیِ اعظم مفتی نذیر احمد قاسمی ماہنامہ

الحیات سری نگر جولائی ۲۰۰۷ کے شمارے میں ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں :

" شیخ محمد ابن عبدالوہاب سعوی عرب کے صوبہ نجد میں تمیمی خاندان میں ۱۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد سے علوم شریعت پڑھے اور اس کے بعد اپنی پوری عمر میں بدعات اور شرکیات کے خلاف عظیم محنت کی۔ عقائد میں آپ اہل سنت والجماعت اور مسائل فقہ میں آپ حنبلی مقلد تھے۔ آپ کی مشہور کتاب "کتاب التوحید" ہے۔" (صحفہ ۲۸)

اب ان کے بر عکس مولوی انور شاہ کشمیری کے الفاظ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ چنانچہ کہتے ہیں :

أما محمد بن عبد الوهاب النجدی فانه کان رجلا بلیدا قلیل العلم، فکان یتسارع الی الحکم بالکفر، ولا ینبغی ان یقتحم فی هذا الوادی الا من یکون متیقظا متقنا عارفا بوجوه الکفر و اسبابه۔ (فیوض الباری، جلد اول)

" رہا محمد بن عبدالوھاب نجدی تو وہ پلید شخص تھا، کم علم تھا، اور وہ

بہت جلد کفر کا حکم لگاتا تھا۔ حالانکہ تکفیر اس شخص کو کرنی چاہیے جس کا علم بہت پختہ ہو اور وہ حاضر دماغ ہو اور کفر کی وجوہ اور اس کے اسباب کا جاننے والا ہو۔"

اب مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے الفاظ بھی ملاحظہ فرمائیے، چنانچہ لکھتے ہیں :

" محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرھویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا۔ اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا، اس لیے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل وقتال کیا، ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا، ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا، اہلِ حرمین کو خصوصاً اور اہلِ حجاز کو عموماً تکالیف شاقہ پہنچائیں، سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے، بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا، اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوجوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم

وباغی وخونخوار شخص تھا۔ (شہاب الثاقب، صحفہ ۵۰)

ان دو عبارات کو پڑھ کر یہ بات سامنے آتی ہے کہ مزکورہ اکابرینِ دیوبند کے نزدیک ابن عبدالوہاب ایک کم علم، پختہ علم نہ رکھنے والا، اہل ایمان کو کافر کہنے والا، خیالاتِ باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھنے والا، اہل سنت کو قتل کرنے والا، سلف صالحین کی گستاخی کرنے والا، اہل حرمین واہل حجاز کو تکلیف پہنچانے والا، ایک ظالم، باغی اور خونخوار شخص تھا۔ لیکن مولوی گنگوہی، مفتی نذیر قاسمی اور آج کے لگ بگ سبھی دیوبندیوں کے نزدیک ابن عبدالوہاب اچھا آدمی تھا، عمدہ عقائد رکھتا تھا، بلکہ گنگوہی صاحب کہتے ہیں " عقائد سب کے متحد ہیں " یعنی گنگوہی صاحب اور ابن عبدالوہاب کے عقائد ایک جیسے ہیں۔ چنانچہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں :

(گنگوہی صاحب سے سوال کیا مولوی صادق الیقین نے کہ) :

" زید کے والدین مجالس عرس و مولد شریف وگیارہویں شریف وغیرہ بڑی محبت واعتقاد سے کیا کرتے ہیں اور اپنا عقیدہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ محفل مولود شریف کا منکر وہابی اور ایمان سے خارج

ہے اور چونکہ زید وہابی ہو گیا ہے یعنی ہمارے عقیدوں اور ان مبارک اعمال سے بیزار ہے۔" (تذکرۃ الرشید، جلد اول، صحفہ ۲۴۱-۲۴۲)

اس سوال سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ لوگ ابن عبد الوہاب کے عقائد پر ہے۔ اور یہ سب وہابی ہے، کیونکہ سوال کرنے والا (مولوی صادق الیقین) خد کہہ رہا ہے کہ "زید وہابی ہو گیا ہے یعنی ہمارے عقیدوں" اور ساتھ ہی ساتھ یہ بات بھی ظاہر کر دی کہ یہ لوگ مجالس مولود شریف، عرس اولیاء کرام، گیارہویں شریف سے بیزار اور اس کے منکر ہیں۔

(مولود شریف کے حوالے سے فقیر کی کتاب "میلاد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"، اور عرس و گیارہویں شریف کے حوالے سے "نجیب الطرفین فی شان غوث الثقلین رضی اللہ عنہ" کا مطالعہ کرے)

اب ہم ان حضرات سے سوال کرتے ہیں جو اہل سنت کا لبادہ پہن کر اعتدال کو تقیہ بنا کر انہیں اہل سنت میں داخل کرتے ہیں، کہ آپ انہیں اہل سنت میں کیوں داخل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جبکہ یہ خد اس بات کا اقرار کر چکے کہ یہ وہابی ہے۔ اور ابن عبد الوہاب سے

عقائد میں متحد ہیں۔ چنانچہ مولوی ٹانڈوی لکھتے ہیں :

" یہ حضرات (علماء دیوبند) بالکل سلفِ صالحین کے عقائد پر ہیں۔" (شہاب الثاقب، صحفہ ۵۱)

لیکن گنگوہی صاحب کے بقول ان کے اور ابن عبدالوہاب کے عقائد ایک جیسے ہیں۔ تو سلفِ صالحین کے عقائد پر یہ آپ کے اکابر کہاں سے آ گئے۔ جناب ٹانڈوی صاحب کو چاہیے تھا کہ پہلے پوری طرح اس معاملے میں تحقیق کرتے اور اپنے اکابر کی کتابوں کا مطالعہ کرتے کہ آیا یہ سلف صالحین کے عقائد پر ہے، یا وہابی عقائد پر۔ بقول ٹانڈوی صاحب کے ابن عبدالوہاب کے عقائد فاسدہ تھے، خیالات باطلہ تھے، اور یہ بھی ٹانڈوی صاحب ہی فرما رہے ہیں کہ گنگوہی صاحب (جن کے نذدیک ابن عبدالوہاب عمدہ عقائد رکھتا تھا، بلکہ بقول گنگوہی صاحب وہ خد بھی وہابی عقائد رکھتے تھے) کے عقائد سلف صالحین کے عقائد پر ہیں۔ تو کس بات کو مانا جائے۔ کس بات سے راضی ہوا جائے۔ بقول حضرت علامہ مشتاق احمد نظامیؒ :

دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں

حضرت اجمل العلما مفتی محمد اجمل شاہ صاحبؒ آپ فرماتے ہیں :

" جو نجدی (ابن عبدالوہاب) کا عقیدہ تھا بالکل وہی تھانوی (اشرف علی) اور تمام دیوبندی قوم کا ہوا۔ بلکہ دیوبندی عقیدہ نجدی عقیدہ سے بھی بدرجہا بدتر ہے۔" (ردِشہاب الثاقب، صحفہ ۱۶۶)

تو واضح ہوا کہ دیوبندیت اور وہابیت ایک ہی جماعت کے دو نام ہے۔ کیونکہ عقائد میں یہ سب متحد ہیں۔ عقائد ان کے ایک جیسے ہیں، بس یہ لوگوں کو فساد میں مبتلا کرنے کے لئے اھل سنت ہونے کا دعوا کرتے ہیں، لیکن اندر ان کے وہی خباثت ہے جو کہ ابن عبد الوہاب کے اندر تھی۔
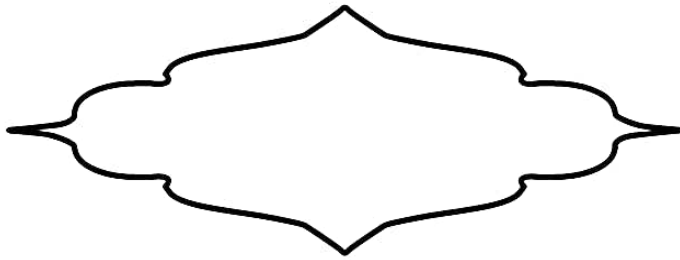
تھانوی وھابی ھے

اب اس بات کی اور بھی غور فرمائے کہ دیوبندوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی جنھیں کتاب شرح اورادِ فتحیہ کے مصنف نے مجدد ملت جیسے بڑے بڑے القاب لکھے ہے، بھی وہابی تھے، اور خود اقرارِ وہابیت بھی کرتے تھے۔ چنانچہ تھانوی صاحب کے نذدیک وہابی عقائد کیسے تھے، خود تھانوی صاحب کہتے ہیں :

" نجدی عقائد کے معاملے میں تو اچھے ہیں۔" (الافاضات الیومیہ، جلد ۴)

تھانوی صاحب کے نذدیک بھی وہابیوں نجدیوں کے عقائد اچھے تھے، اور ظاہر ہے کہ انسان خود کے لئے وہی کچھ پسند کرتا ہے جسے وہ اچھا سمجھتا ہو۔ اب یہ اعتراض ان کی جانب سے ہو سکتا ہے کہ تھانوی صاحب نے نجدی عقائد کو اچھا کہا، نہ کہ یہ کہ وہ خود نجدی عقائد رکھتے ہیں، تو ہم کہتے ہیں کہ تھانوی صاحب کے نذدیک نجدی عقائد اچھے ہے اور اگر وہ نجدی عقائد نہیں رکھتے جو کہ ان ہی کے نذدیک اچھے عقائد ہے، پھر تھانوی صاحب کے عقائد برے

ہوے، اور پھر تھانوی صاحب کے عقائد میں بگاڑ ہے۔ تو اس بے جا اعتراض کی بنا پر یہ خود فساد میں بتلا ہو جائیں گے۔ اب آگے اس عنوان کی وضاحت کے لئے یہ واقعہ بھی ملاحظہ فرمائے، اور خود تھانوی صاحب کا اقرارِ وہابیت دیکھئے، جسے خود تھانوی صاحب کے خلیفہ عزیز الحسن مجذوب نے لکھا، چنانچہ لکھتے ہیں :

" کانپور کی جامع مسجد جہاں تھانوی صاحب کے طلباء رہتے تھے۔ چند عورتیں مٹھائی پر نیاز دلانے آئے تو طلباء بغیر نیاز دئے سب کھا پی گئے۔ اس پر بڑی برہمی پھیلی اور کافی تعداد میں لوگ جمع ہو گئے۔ تو تھانوی صاحب نے فرمایا بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں نیاز فاتحہ کے لئے کچھ مت لایا کرو۔" (اشرف السوانح، جلد ۱)

خود تھانوی صاحب اقرارِ وہابیت کر رہے ہیں، اور ساتھ میں علامتِ وہابیہ بھی ظاہر کر دی کہ وہابی فاتحہ و نیاز نہیں دیتے۔ کیا اس کے باد بھی ان کو اھل سنت کہا جائے گا، جبکہ یہ لوگ تو خود وہابی ہونے کا اقرار کر چکے، اب آگے تھانوی صاحب کا پروگرام بھی ملاحظہ فرمائے، تھانوی صاحب کہتے ہیں :

" اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو سب کی تنخواہ کردوں پھر خود ہی سب وہابی بن جائیں ۔ " (الافاضات الیومیہ ، جلد ۳)

ملاحظہ کیجیئے ان کی وہابیت سے عقیدت اور محبت اس درجہ کو پہنچی ہے کہ تھانوی صاحب چاہتے تھے کہ پوری دنیا ہی کو تنخواہ دے کر وہابی بنا دیتے ۔ پر یہ تو ایسا نہ کرسکے ، لیکن مولوی الیاس کاندھلوی نے تبلیغی جماعت کی بنیاد رکھی اور اس کے ذریعے پورے ملک میں اپنے اس جال کو پھلا دیا ۔ اور عام لوگوں کو قرآنی تعلیمات کے ضد میں صاحبِ قرآن ﷺ سے ہی دور کردیا ، اور آقا کریم ﷺ کی عظمت کو ان کے دلوں سے نکال دیا ۔ (پر اللہ کریم کا شکر ہے کہ کئی سالوں سے اھل سنت و جماعت کی کئی تحریکیں اس میدان میں کام کر رہی ہیں اور ان کی کوششوں سے تبلیغی جماعت کا دجل و فریب عوام کے سامنے ظاہر ہو رہا ہے ۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ ہر سنی تنظیم و تحریک کو مسلکِ اھل سنت کی خدمات انجام دینے میں کامیابی عطا کرے ۔ آمین) ۔

تبلیغی جماعت کے شیخ زکریا، الیاس کاندھلوی، منظور نعمانی بھی وہابی۔۔۔

چنانچہ مولوی تھانوی کے بعد دنیا کو وہابی بنانے کا کام تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس کاندھلوی نے سمبھالا، بلکہ اس جماعت کی بنیادہی در حقیقت دیوبندیت، وہابیت پھیلانے کے لئے قائم کی تھی۔ چنانچہ مولوی الیاس کی ملفوظات میں ان کا قول درج ہے کہ :

" ایک بار فرمایا۔ حضرت مولانا تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی۔ " (ملفوظات مولانا الیاس، ملفوظ ۵۶)

تعلیم یعنی کلمہ نماز کی اشاعت نہیں بلکہ کلمہ اور نماز کے پردے میں وہابیت اور بد عقیدگی پھیلانا مقصد ہے۔

مولوی ابوالحسن علی ندوی کہتے ہیں :

(مولوی الیاس کاندھلوی نے) "ایک مرتبہ اپنے عزیز مولوی ظہیر الحسن صاحب (ایم،اے علیگ) سے فرمایا جوایک وسیع النظر عالم ہیں۔

ظہیرالحسن میرامدعاکوئی پاتانہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلاۃ ہے۔ میں قسم سے کہتاہوں کہ یہ ہرگزتحریک صلاۃ نہیں۔ ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا : کہ میاں ظہیرالحسن ایک نیئ قوم پیداکرنی ہے۔" (مولاناالیاس اوران کی دینی دعوت، صحفہ ۱۷۹)

الغرض یہ شیطانی جماعت جوگھرگھرجاکرلوگوں کونمازکی دعوت دیتی نظر آتی ہے، درحقیقت نمازکے پردے میں عوام اھل سنت کووہابی تعلیم کی دعوت دیتی ہے، آپ نے پچھلے اوراق پرتھانوی صاحب کااقرارِ وہابیت ملاحظہ فرمایا، اوریہاں پریہ ملاحظہ فرمایاکہ خدمولوی الیاس چاہتے تھے کہ تعلیم تھانوی صاحب کی ہو۔ توظاہرہے کہ تھانوی صاحب وہابی تھے توان کی تعلیمات بھی وہابی تعلیمات تھی، اورانہی تعلیمات کوتبلیغی جماعت عام کررہی ہے۔

اب آگے چلیے، تبلیغی جماعت کے مقتدا اور پیشوا مولوی زکریا کاندھلوی اور مولوی منظور نعمانی بھی وہابی تھے۔ جس کا اقرار ان دونوں نے خد کیا، چنانچہ مولوی الیاس کاندھلوی کے مرض الموت میں مولوی منظور نعمانی اور مولوی زکریا کاندھلوی کے درمیان گفتگو ہوئی، آپ کے سامنے وہ گفتگو حاضر ہے، ملاحظہ فرمائیے :

"مولوی منظور نعمانی : اسی کے ساتھ ہم نے یہ بھی عرض کیا کہ اور اگر ایسا نہ ہو تو تھوڑے دنوں بعد یہ سارا مجمع منتشر ہو جائے گا اور خود ہم اپنے بارے میں بھی صفائی سے عرض کرتے ہیں۔ کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں ہمارے لئے اس بات میں کوئی خاص کشش نہیں ہوگی کہ یہاں حضرت کی قبر مبارک ہے یہ مسجد ہے۔ جس میں حضرت نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ حجرہ ہے۔ جس میں حضرت رہا کرتے تھے۔" (سوانح حضرت مولانا محمد یوسف، صفحہ ۱۹۱-۱۹۲)

خود مولوی منظور نعمانی کا اقرارِ وہابیت، اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی اظہار کر دیا کہ وہابیوں کے نزدیک کوئی بھی چیز اگر کسی بزرگ سے نسبت رکھتی ہو تو ان کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ خواہ وہ ان کے اپنے بزرگ

ہو۔ چنانچہ مولوی زکریا اس کا جواب مولوی منظور نعمانی کو دیتے ہوئے کہتے ہیں :

"مولوی صاحب میں خود تم سے بڑا وہابی تمہیں مشورہ دوں گا کہ حضرت چچا جان کی قبر اور حضرت کے حجرہ کے درودیوار کی وجہ سے یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔" (سوانح حضرت مولانا محمد یوسف، صحفہ ۱۹۲)

مولوی زکریا کا بھی خدا اقرار وہابیت بلکہ مولوی منظور نعمانی سے کہتے ہے کہ میں خود تم سے بڑا وہابی، چنانچہ ان کی وہابیت اور ابن عبدالوہاب سے عقیدت و محبت کا اندازہ اس بات سے خوب لگایا جا سکتا ہے کہ مولوی منظور نعمانی نے باقاعدہ ابن عبدالوہاب کے دفاع میں مستقل مضامین تحریر کئے جسے ماہنامہ الفرقان لکھنؤ سے قسط وار شایع کیا گیا۔ پھر ان مضامین کو ایک مستقل کتابی شکل دے کر بنامِ (شیخ محمد بن عبد الوہاب اور ہندوستان کے علماء حق) منظرِ عام پر لایا گیا۔ اور اسی کتاب میں مولوی زکریا صاحب کی فرمائش جو انہوں نے مولوی منظور صاحب کو بذریعہ خط ارسال کی تھی تحریر کی ہے۔ اس فرمائش کو ملاحظہ فرمائے، لکھتے ہیں :

" اس پورے مضمون کو جتنی جلد ہو سکے مستقل کتابی شکل میں بھی شائع کر دیا جائے اور اُس کے پانچ سو نسخوں کا میں پیشگی خریدار ہوں ڈھائی سو نسخے یہاں مدینہ منورہ بھجوا دیے جائیں اور ڈھائی سو سہارنپور۔ "

(شیخ محمد بن عبد الوہاب اور ہندوستان کے علمائے حق، صحفہ ۱۳۷)

اہل ایمان کو پہچاننا چاہئیے کہ اصل اھل سنت کون ہے، اس عبارت سے خوب اچھی طرح واضح ہو گیا کہ یہ ابن عبد الوہاب کے پیروکار ہے، ہر گز ہر گز یہ لوگ اھل سنت نہیں، مولوی زکریا صاحب کی لکھی ہوئی کتاب (تبلیغی نصاب) جو آج (فضائل اعمال) کے نام سے مشہور ہے اور اسی کتاب سے یہ مساجدوں میں آکر درس دیتے ہیں، اور عوام اھل سنت کو اپنا شکار بناتے ہیں۔ آپ خد فیصلہ فرمائے جن کے مقتدا اور پیشوا ہی وہابی ہو، وہ جماعت کیسے اھل سنت ہو سکھتی ہے، وہ لوگ کس طرح اسلام کے بنیادی اصولوں کی حفاظت کر سکھتے ہیں، جن کے اکابرین نے بانئ اسلام حضور سید عالم ﷺ کی شانِ بابرکت میں توہین اور گستاخیاں کی، وہ لوگ کیسے حضور سید عالم ﷺ کی پیاری پیاری سنتیں سکھا سکھتے ہیں، وہ لوگ کیسے حضور سید عالم ﷺ

کی محبت کی شمع ہر دل میں اُجاگر کر سکھتے ہیں۔ لیکن اللہ کریم کی رحمتوں کا نزول ہو سیدی اعلیحضرت امام شاہ احمد رضا خان رضی اللہ عنہ پر کہ جنھوں نے اپنی ساری زندگی مبارکہ عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، تعظیم نبی، کی تعلیم دی جن کی ایک سلام بدربارِ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پڑھ کر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

الغرض دیوبندیوں کے اوپر سے نیچے تک جتنے بھی علماء ہیں، سب کے سب وہابی اور ابن عبدالوہاب کے پیروکار ہیں، ان سب کے عقائد ایک جیسے ہے، جیساکہ مولوی ٹانڈوی نے خد لکھاکہ :

"الحاصل یہ جملہ اکابرین ایک روح اور چند قلب اور ایک معنے اور چند الفاظ ہیں ان کے خیالات و عقائد و اعمال ایک ہی ہیں۔ ان کے مریدین معتقدین تلامذہ سب یک خیال و یک عقائد ہیں۔"

(شہاب الثاقب، صحفہ ۴۹)

جناب ٹانڈوی صاحب کی عبارت سے صاف ظاہر ہوگیاکہ یہ سارے کے سارے ایک جیسے عقائد رکھتے ہیں، ایک ہی نظریہ رکھتے ہیں، اور وہ نظریہ وہابی نظریہ ہے، وہ عقائد وہابی عقائد ہے۔ جو ہم نے بفضلِ

تعالیٰ پچھلے صفات پر ثابت کر دیا ہے۔

عوام سے گزارش ہے کہ اصلی اہل سنت کو پہچانے، اور ان کی سازشوں سے باخبر رہے، اللہ کریم حق پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین۔

وھابی دیوبندی عقائد کی مماثلت

اس عنوان کے تحت ہم بیان کرینگے کہ دیوبندی عقائد اور وہابی عقائد ایک ہی ہے، نجدی وہابی کے وہ عقائد جنھیں خود مولوی ٹانڈوی صاحب نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے، اور یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ اکابرین علماء دیوبند کے عقائد وہابی عقائد کے برخلاف ہے۔ حالانکہ یہ ان کی ایک ناکام کوشش تھی کیونکہ ان کے اکابرین نے پہلے ہی اس کا عملی ثبوت بھی پیش کیا ہے، کہ وہ وہابی عقائد کے پیروکار تھے۔ الغرض جناب ٹانڈوی صاحب نجدیوں کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"نجدی اور اس کے اتباع میں اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاءؑ کی حیات فقط اس زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں اگر بعد وفات ان کو حیات ہے تو وہی حیاتِ برزخی ہے۔" (شہاب الثاقب، صحفہ ۵۴)

ٹانڈوی صاحب کی عبارت سے ظاہر یہ ہو رہا ہے کہ وہابی اگر حضراتِ انبیاء علیہ السلام کی حیات مانتے ہیں تو حیاتِ برزخی مانتے ہیں۔ لیکن

ایسا ہی عقیدہ اکابرینِ علماء دیوبند کا بھی ہے، بقولِ مولوی رشید احمد گنگوہی عقائد انکے (وہابیوں کے) عمدہ ہے، اور عقائد میں سب متحد ہیں، یعنی جو عقیدہ ابن عبدالوہاب کا تھا وہی عقیدہ مولوی رشید احمد اور باقی اکابرینِ علماء دیوبند کا تھا، چنانچہ حضراتِ انبیا علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ کے تعلق سے مولوی رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں :

"ان کے لئے برزخ میں حیات ابدی ثابت ہوگئ ہے" (فتاویٰ رشیدیہ، صحفہ ۲۰۱)

گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی عقیدہ حیات الانبیاء علیہ السلام یہ ہی ہے جو مولوی ٹانڈوی صاحب کے نزدیک وہابی عقیدہ ہے کہ حضراتِ انبیاء علیہ السلام کی حیات حیاتِ برزخی ہے، اوران کا یہ عقیدہ خود ان ہی کے کلام سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اس عقیدے میں مولوی اشرف علی تھانوی بھی پیچھے نہیں تھانوی صاحب لکھتے ہیں :

"حضور علیہ السلام کی قبر مبارک میں گفتگو تھی جس میں آپ نہایت قوی حیاتِ برزخیہ کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں۔" (حفظ الایمان، صحفہ ٦)

تھانوی صاحب کی عبارت سے بھی یہ بات آفتاب کی طرح روشن ہو

رہی ہے کہ تھانوی صاحب کا بھی وہی عقیدہ تھا جو بقولِ مولوی ٹانڈوی صاحب وہابی کا عقیدہ ہے، بلکہ یہ ہی عقیدہ ساری دیوبندی قوم کا ہے۔ اب آپ یہاں اھل سنت کا پاک اور مبارک عقیدہ بھی ملاحظہ فرمائے، اھل سنت کا حضراتِ انبیاء علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ کے حوالے سے عقیدہ یہ ہے کہ :

"حضراتِ انبیاء علیہ السلام کی مبارک حیات بعد الوصال خصوصاً حضور سید عالم ﷺ کا بحیاتِ حقیقی دنیاوی زندہ ہے۔" اور یہی عقیقدہ علماء امت و بزرگانِ دین کا اجماعی و اتفاقی عقیدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا۔

(سورۃ الاحزاب، آیت ۵۳)

"اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔"

یہ آیتِ مبارکہ حضراتِ انبیاء علیہ السلام خصوصاً حضور سید عالم ﷺ کی حیاتِ حقیقی پر روشن دلیل ہے۔ کیونکہ انتقال کے بعد بیوی سے نکاح ختم ہو جاتا ہے، اور بیوی نکاح سے باہر ہو جاتی ہے، اور پھر

عدت گزارنے کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ مگر یہاں نکاح منع کیا گیا کیونکہ زندوں کی بیوی سے شادی حرام ہے۔ چنانچہ اس آیتِ مبارکہ سے روشن ہو گیا کہ حضور سید عالم ﷺ بعد الوصال بھی بحیاتِ حقیقی زندہ ہے۔ اور حضور سید عالم ﷺ کی ازواج مطہرات بعد الوصال بھی آپ ﷺ کے نکاح میں ہی ہے۔ کیونکہ یہ معاملہ حیاتِ حقیقی کے ساتھ خاص ہے۔ اب بعض افراد نے یہاں اس آیتِ مبارکہ سے یہ مطلب اخذ کیا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کی ازواج مطہرات امت کی ماں ہیں اس لئے ان سے نکاح حرام ہے۔ مگر یہ معنیٰ اخذ کرنا بلکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ کیونکہ حضور سید عالم ﷺ کی ازواج مطہرات کو احتراماً ماں کہا گیا ہے نہ کہ احکاماً اور اگر احکاماً ماں مراد ہوتا تو بعد طلاق حضور سید عالم ﷺ کی بیویوں سے نکاح جائز نہ ہوتا بلکہ پھر ہمیشہ کے لئے ہی حرام ہوتا، کیونکہ باپ کی مطلقہ یعنی ماں سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتا ہے، مگر ایسا نہیں ہے بلکہ بعد طلاق ازواج مطہرات سے نکاح جائز ہے، کیونکہ بعد طلاق عورت نکاح سے نکل جاتی ہے۔ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا :

يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿٢٨﴾ وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾ (سورۃ الاحزاب)

"اے غیب بتانے والے (نبی) اپنی بیبیوں سے فرمادے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بے شک اللہ نے تمہاری نیکی والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔"

اللہ کریم نے قرآن عظیم میں شہیدوں کی حیات کا تذکرہ واضح الفاظوں میں فرمایا ہے، لیکن کیا شہید کی شہادت کے بعد ان کی بیویاں ان کے نکاح میں رہتی ہے، ہرگز نہیں بلکہ ان کی شہادت کے بعد شہیدوں کی بیویوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ عدت گزار کر نکاح کر لے۔ بخلافِ ازواج حضور سید عالم ﷺ کیونکہ حضراتِ انبیا علیہ السلام کی حیات بعد الوصال بھی حقیقی دنیاوی جسم مع روح ہوتی ہے۔ امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں :

وانماحیاۃ الانبیاءِ اعلیٰ واکمل واتم من الجمیع لانہالل روح والجسد علی

الدواتم علی ماکان فی الدنیا۔ (الحاوی الفتاوی)

"شہداء کی زندگی بہت اعلی ہے، زندگی اور رزق کی یہ قسم ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوتی جو ان کے ہم مرتبہ نہیں اور انبیاء کی زندگی سب سے اعلیٰ ہے کہ وہ جسم و روح دونوں کے ساتھ ہے جیسی کہ دنیا میں تھی اور ہمیشہ رہے گی۔"

یہی وجہ ہے کہ حضراتِ انبیا علیہ السلام کا ترکہ بھی تقسیم نہیں کیا جاتا ہے، بخلاف شہداء ان کی شہادت کے بعد ان کا ترکہ ان کے وارثوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، لیکن حضراتِ انبیا علیہ السلام کا ترکہ تقسیم نہیں کیا جاتا، جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں بیان کیا گیا، حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ :

أن رسول اللہ ﷺ قال لا یقسم ورثتی دینارا ماترکت بعد نفقۃ نسائي ومؤنۃ عاملی فھو صدقۃ۔ (بخاری، باب نفقۃ نساء النبی ﷺ بعد وفاتہ)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے وارث میرے بعد ایک دینار

بھی نہ بانٹیں (میرا ترکہ تقسیم نہ کریں) میں جو چھوڑ جاؤں اس میں سے میرے عاملوں کی تنخواہ اور میری بیویوں کا خرچ نکال کر باقی سب صدقہ ہے۔"

شہداء بعد شہادت قوی حیاتِ برزخی رکھتے ہیں، اور حضراتِ انبیا علیہ السلام حیاتِ حقیقی جسم مع روح رکھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ شہداء کی بیویوں سے نکاح جائز ہے۔ اوران کا ترکہ بھی ان کے وارثوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، لیکن حضراتِ انبیا علیہ السلام خصوصاً حضور سید عالم ﷺ کی ازواجِ مطہرات سے نکاح جائز نہیں، اور نہ ان کا ترکہ ان کے وارثوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں معاملات حیاتِ حقیقی دنیاوی کے ساتھ خاص ہے۔

الغرض حضراتِ انبیا علیہ السلام کی حیات کا ثبوت اشارۃ النص، دلالۃ النص، اور اقتضا النص سے ملتا ہے، اور اصول فقہ کا یہ مسلہ ء بھی یہاں زیرِ نظر رکھے کہ اقتضا النص سے جو حکم ثابت ہوتا ہے۔ بحالت انفرادو قوت استدال میں وہ عبارۃ النص کے مثل ہوتا ہے۔

حضراتِ انبیاء علیہ السلام بحیاتِ حقیقی زندہ ہے، یہ ہی عقیقدہ علماء

امت کا بھی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں :

باچندیں اختلافات وکثرت مذہب کہ در علماء امت است یک کس را دریں مسلہء خلافے نیست کہ آنحضرت ﷺ بہ حقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی ست و بر اعمال امت حاضر و ناظر و طالبان حقیقت را و متوجہان آنحضرت ﷺ رمفیض و مربی۔ (سلوک اقرب السبل)

"باوجود ان اختلافات وکثرت مذاہب کے جو علماء امت میں ہیں کسی ایک شخص کا اس مسلہ ء میں کوئی اختلاف نہیں کہ آنحضرت ﷺ حقیقی حیات کے ساتھ بغیر شائبہ مجاز و توہم تاویل کے دائم اور باقی ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر اور حقیقت کے طلب گاروں اور آنحضور ﷺ کی طرف توجہ کرنیوالوں کے لئے فیض رساں اور تربیت فرما ہیں۔"

الغرض تمام اختلافات ہونے کے باوجود اس مسلہ ء میں علماء امت کا کوئی اختلاف نہیں کہ حضور سید عالم ﷺ حیاتِ حقیقی کے ساتھ زندہ ہے ،اور یہ عقیدہ علماء امت کا اجماعی عقیدہ ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ایک اور مقام پہ ارشاد فرماتے ہیں :

حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را دروے خلافے نیست حیات جسمانی دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی چنانکہ شہدا راست ۔ (اشعتہ اللمعات، جلداول)

"انبیاء کرام زندہ ہیں اوران کی زندگی سب مانتے آئے ہیں کسی کواس میں اختلاف نہیں ہے ۔ ان کی زندگی جسمانی حقیقی دنیاوی ہے شہیدوں کی طرح صرف معنوی روحانی نہیں ہے ۔ "

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے دور تک کسی کو بھی اس میں کوئی اختلاف نہیں ہوا، بلکہ اجماعی عقیدہ یہ تھا کہ حضور سید عالم ﷺ بحیاتِ حقیقی زندہ ہے ، ان دونوں عبارتوں سے بالکل ظاہر وباہر ہے کہ امت کا اجماعی عقیدہ یہ ہی ہے ۔ چنانچہ حضرت شیخ شہاب الدین خفاجیؒ فرماتے ہیں :

وفیہ دلیل علی انہ ﷺ حی حیاۃ مستمرۃ وقد ثبت بالاحادیث الصحیحہ انہ ﷺ وسائر الانبیاء احیاء حیاۃ حقیقیۃ۔ (نسیم الریاض، جلداول)

"اوراس میں دلیل ہے کہ آپ ﷺ زندہ ہیں اور آپ کی حیات ہمیشگی والی ہے اوراحادیث صحیحہ سے ثابت کہ آپ ﷺ اوردیگر

انبیاء کرام حقیقی حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔"

علامہ خفاجیؒ کے نزدیک بھی حضور سید عالم ﷺ بحیاتِ حقیقی زندہ ہے، اب یہاں یہ بھی اہم مسلہء ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کی حیات مبارکہ فقط آپ ﷺ کی قبر مبارک میں محدود نہیں بلکہ حضور سید عالم ﷺ جہاں چاہے تشریف لے جا سکھتے ہیں۔ اس حوالے سے امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں :

ان النبی ﷺ حی بجسدہ و روحہ وانہ یتصرف ویسیر حیث ساء فی اقطار الارض وفی الملکوت بھئتہ التی کان علیھا قبل وفاتہ ولم یتبتل منہ شیء۔ (تنویر الحلک فی جواز رؤیۃ النبی و الملک، صحفہ ۳)

"حضور سید عالم ﷺ اپنے جسم اور روح کے ساتھ قبرانور میں زندہ ہیں اور تصرف فرماتے ہیں اور زمین و آسمان میں جہاں چاہتے ہیں اپنی ظاہری ہیئت کے ساتھ تشریف لے جاتے ہیں اور کوئی چیز ان کی دسترس سے دور نہیں ہے۔"

واضح طور پر یہ بات ثابت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ جسم مع روح حقیقی حیات ہے اور اپنی ظاہر ہیئت میں جہاں چاہتے ہیں تشریف لے

جاتے ہیں۔ امام المحدثین ابن حجر ہیتمی مکیؒ فرماتے ہیں :

ثمہ رایت ابن العربی صرح بما ذکرناہ من انہ لایمتنع رؤیۃ ذات النبی ﷺ بروحہ وجسدہ لانہ وسائرالانبیاء احیاء ردت الیھم ارواحھم بعد ما قبضوا واذن لھم فی الخروج من قبورھم والتصرف فی الملکوت العلوی والسفلی ولا مانع من ان یراہ کثیرون فی وقت واحد۔

(فتاویٰ حدیثیہ، صحفہ ۲۱۳)

"پھر میں نے (شیخ اکبر) ابن عربیؒ کو دیکھا کہ آپ نے اس کی تصریح فرمائی جو ہم نے ذکر کیا کہ نبی اکرام ﷺ کی ذات مبارک کی رویت روح وجسد شریف کے ساتھ ناممکن نہیں ہے۔ اس لئے کہ آپ اور تمام انبیاء علیہ السلام زندہ ہیں۔ ان کی طرف روحیں بعد قبض واپس فرمادی گئی اور ان کو اپنی قبر سے نکلنے اور ملکوت علوی و سفلی میں تصرف فرمانے کا اذن دیا گیا اور اس سے کوئی مانع نہیں۔ کہ ان کو بہت سے لوگ ایک وقت میں دیکھیں۔"

اب اس کی شہادت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی زبانی سنئے آپؒ فرماتے ہیں :

ورأيته ﷺ فی اکثر الامور یبدی لی صورته الکریمه التی کان علیها مرة انی طالع الهمة الی روحانیه لا الی جسمانیه ﷺ فتظنت ان له خاصة من تقويه روحه بصورة جسده علیه الصلوٰة السلام وانه الذی اشا الیه بقوله ان الانبیاء یموتون وانهم یصلون ویحجون فی قبورهم وانهم احیا الی غیر ذالك۔ (فیوض الحرمین، صحفه ۲۸)

"اور دیکھا میں نے حضور سید عالم ﷺ کو اکثر امور میں بار بار اصلی صورت مقدسہ میں حالانکہ میری خواہش یہ تھی کہ حضور سید عالم ﷺ کو میں عالم روحانیت میں دیکھوں نہ کہ جسمانیت میں پس میں سمجھ گیا کہ یہ آپ کا خاصہ ہے کہ روح کو صورت جسم میں فرماویں اور یہ وہی بات ہے، جس کی طرف حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انبیاء مرتے نہیں، اور اپنی قبروں میں نماز پڑھتے اور حج کیا کرتے ہیں اور وہ زندہ ہیں وغیرہ ذالک۔"

پھر آگے لکھتے ہیں :

لم یزل ﷺ ولا یزال متوجها الی الخلق مقبلا الیهم بوجهه۔ (فیوض الحرمین، صحفه ۳۰)

"حضور سید عالم ﷺ ہمیشہ مخلوق کی جانب چہرا مبارکہ فرماتے رہیں گے لہٰذا آپ حیات جسمانیہ کے ساتھ زندہ رہنے کے زیادہ حق دار ہیں۔"

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح سے بھی واضح ہو گیا کہ حضور سید عالم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ آپ ﷺ کے قبر انور میں محدود نہیں بلکہ آپ ﷺ جب چاہے جہاں چاہے اپنی ظاہری ہیئت کے ساتھ عالم میں آجا سکھتے ہیں۔ چنانچہ حضور سید عالم ﷺ کی نسبت امام الوہابیہ دیوبندیہ مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں :

"یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔" (تقویۃ الایمان، صحفہ ۷۵)

کتنے بے خوف انداز میں حضور سید عالم ﷺ کی اور افتراء منسوب کر دیا، جبکہ آقا کریم حضور سید عالم ﷺ نے ایسے الفاظ ہر گز ہر گز نہیں فرمائے، بلکہ یہ حضور سید عالم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ پر بہتانِ عظیم ہے، وہابیہ دیوبندیہ کے گمراہ کن عقائد و نظریات کا اندازہ اس بہتان سے بخوبی لگایا جا سکھتا ہے، جو ان کے امام مولوی اسماعیل دہلوی نے

آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کی اور منسوب کیا۔

دہلوی بہتان کا تنقیدی جائزہ

مولوی اسماعیل دہلوی نے آقا کریم حضور سید عالم ﷺ پر یہ بہتان باندھا اور حضور سید عالم ﷺ کی اور منسوب کر کے لکھا کہ "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں" یہ بہتانِ اعظیم مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی بدنامِ زمانہ کتاب "تقویۃ الایمان" میں لکھا۔ اور اس کتاب کی اشاعت پوری دنیا کے وہابی زور و شور سے کر رہے ہیں۔ اس کتاب کی اشاعت کشمیر میں بھی پچھلے کئی سالوں سے ہو رہی ہے، لیکن ان کی فریب کاری اور مکاری کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کی اشاعت کئی سال قبل "سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر" نے کی اور اس نسخے میں اصل عبارات کو بدل دیا گیا۔ عبارت زیر بحث پر ہی بات کرے، تو اس نسخے میں اس عبارت کو اس طرح پیش کیا گیا۔

"یعنی ایک نہ ایک دن میں بھی فوت ہو کر آغوشِ لحد میں جا سوؤں گا۔" (صحفہ ۶۵،)

جب کہ مکتبہ خلیل اردو بازار لاہور سے شائع ہونے والی تقویۃ الایمان ، جس پر ابو الحسن علی ندوی کا حاشیہ اور مقدمہ بھی تحریر ہے ، میں اصل عبارت یوں لکھی ہے ۔

"یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں" (صحفہ ، ۱۳۲)

اس کے علاوہ بھی جس بھی ادارے کی شائع ہو اس میں بھی یہی الفاظ ہے ۔ بس کشمیر میں عوام کو گمراہ اور دھوکا دینے کے لئے ، ان وہابیوں نے کشمیر میں شائع ہونے والی تقویۃ الایمان کی اصل عبارات کو بدل کر عوام کے سامنے پیش کیا ۔

الغرض امام الوہابیہ ویوبندیہ مولوی اسماعیل دہلوی کو جب اپنے گمراہ نظریات کا ثبوت قرآن و حدیث سے نہ ملا تو انہوں نے آقا کریم حضور سید عالم ﷺ پر ہی بہتان باندھا اور احادیثِ مبارکہ کی ایسی من چاہی تاویلات اور فائدے پیش کئے جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ، اور اس میں حضور سید عالم ﷺ کے تقدس کا بھی لحاظ نہ رکھا ۔ دراصل وہابیوں کا یہ مشغلہ بہت پرانہ ہے کہ ، قرآن و حدیث کی ایسی ایسی تاویلات کرنا ، جن کا حقیقی مراد سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا ہے ، یا

تووہ آیاتِ قرآنیہ واحادیث مبارکہ جو کفار کے حق میں نازل وبیان کی گیٔ۔ ان کو اہلِ ایمان پر چسپا کر دیتے ہیں۔

الغرض عبارت زیر بحث کہ "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں" سے درج ذیل تین چیزے ظاہر ہوتی ہے، جو کہ قابل گرفت ہے اور جن پر گرفت کرنا ایمان کا بھی تقاظا ہے۔

۱} مولوی اسماعیل دہلوی نے جھوٹ کا سہارا لیا، جھوٹ بولا اور جھوٹوں کے تعلق سے اللہ کریم نے قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا :

فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝ (سورۃ آل عمران، ۶۱)

"تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔"

گویا کہ اللہ کی لعنت ہے جھوٹوں پر۔ جاننا چاہیے کہ جھوٹ بولنا سخت حرام فعل ہے، اور جھوٹ بولنے سے فاعل گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ جھوٹ بولنا ایسا کبیرہ گناہ ہے کہ اللہ کریم نے قرآن عظیم میں خد جھوٹ بولنے والے پر لعنت کی ہے۔ اللہ کریم نے اپنے بعض فرشتوں کو یہ ذمہ داری عطا کی ہے کہ وہ انسان کی ہر بات کو اس کے نامہ اعمال میں لکھتے ہیں، اور پھر قیامت کے دن اسی نامہ اعمال

کے تحت جزا و سزا دی جائے گی۔ اب جس کے نامہ اعمال میں جھوٹ جیسا کبیرہ گناہ ہوگا یقینن وہ سزا کا مستحق ہوگا۔

دیوبندی مفسر مولوی شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں :

"بے تحقیق بات زبان سے مت نکال، نہ اس کی اندھا دھند پیروی کر، آدمی کو چاہیے کہ کان، آنکھ اور دل و دماغ سے کام لے کر اور بقدرِ کفایت تحقیق کر کے کوئی بات منہ سے نکالے یا عمل میں لائے۔" (تفسیر عثمانی، سورۃ الاسرا، ۳۶)

کاش کہ مولوی شبیر عثمانی کا یہ مشورہ مولوی اسماعیل دہلوی تک پہنچتا اور شاید وہ کذب بیانی سے کام نہ لیتے، اور اس سنگین جرم کو اپنے اعمال نامے میں نہ ڈالتے۔ چنانچہ حضرت صفوان بن سلیمؓ روایت کرتے ہیں :

انہ قیل لرسول اللہ ﷺ ایکون المومن جبانا فقال نعم فقیل لہ ایکون المومن بخیلا فقال نعم فقال لہ ایکون المومن کذابا فقال لا۔

(موطا امام مالك)

"رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا، کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں ۔ پھر سوال کیا گیا، کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں ۔ پھر عرض کیا گیا، کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں ۔ "

یعنی ایمان والا جھوٹا نہیں ہو سکتا اہل ایمان جھوٹ نہیں بول سکتے، حضور سید عالم ﷺ نے جھوٹ کو ایمان کا منافی عمل قرار دیا ہے، گویا کہ ایمان اور جھوٹ جمع نہیں ہو سکتے ۔ ایک اور روایت میں ہے، حضرت سفیان بن اسید حضرمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

سمعت رسول الله ﷺ یقول کبرت خیانة ان تحدث اخاك حدیثا هولك به مصدق وانت له کاذب۔ (ابوداؤد، باب فی المعاریض)

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایسی بات کرو جس حوالے سے وہ تجھے سچا سمجھتا ہے ۔ اور تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو ۔ "

خیانت خود ایک مبغوض عمل ہے ۔ اور آقا کریم حضور سید عالم ﷺ نے جھوٹ بولنے کو بڑی خیانت قرار دیا ۔ گویا جھوٹ خیانت میں بھی بڑی خیانت ہے ۔ الغرض امام الوہابیہ دیوبندیہ مولوی اسماعیل دہلوی

نے بھی جھوٹ بیان کر کے بڑی خیانت کی، اور خائنِ کبیر کی صف میں شامل ہو گئے۔ اب یہ حدیث مبارکہ بھی ملاحظہ فرمائیے، حضرت سمرہ بن جندبؓ بیان فرماتے ہیں :

قال النبی ﷺ رایت اللیلة رجلین اتیانی قالا الذی رایته یشق شدقه فکذاب یکذب بالکذبة تحمل عنه حتی تبلغ الآفاق فیصنع به إلی یوم القیامة۔ (بخاری، کتاب الادب)

"نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے۔ انہوں نے کہا، آپ ﷺ نے جو یہ منظر دیکھا کہ ایک شخص کا جبڑا چیرا جا رہا تھا، وہ جھوٹا شخص تھا، وہ ایسا جھوٹ بولتا کہ دور دور تک جا پہنچتا۔ اس جرم کی پاداش میں اس کے ساتھ یہ سلوک قیامت ہوتا رہے گا۔"

یہ سزا ایسے جھوٹے کے بارے میں ہے، کہ جس کا جھوٹ دور دور تک پھیل جاتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ جھوٹ دو طرح سے پھیلتا ہے، ایک تقریری طور پہ اور دوسرا تحریری طور پہ، تقریری طور پر اس طرح سے کہ فلاں نے فلاں کو کوئی جھوٹی خبر دی پھر اس نے آگے

وہ خبر پہنچائی تو اس طرح سے جھوٹ دور دور تک پھیلتا جاتا ہے۔ اور تحریری طور پر اس طرح سے کہ کسی نے کوئی تحریر رقم کی اور اس میں جھوٹ لکھا، اب آگے یہ تحریر جتنی پھیلتی جائے گی اتنا یہ جھوٹ بھی پھیلتا جائے گا، اور جاننا چاہیے کہ اس طریقے سے سب سے زیادہ جھوٹ پھیلتا ہے، کیونکہ تقریری طور پر اگر جھوٹ بولا جائے تو ایک وقت کے بعد لوگوں کے ذہنوں سے بات از خود نکل جاتی ہے۔ لیکن تحریری جھوٹ زمانہ در زمانہ منتقل ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور چونکہ تحریر ہمیشہ تقاریر پر مقدم بھی ہوتی ہے۔

الغرض مولوی اسماعیل دہلوی کا جھوٹ بھی تحریری ہے، اور یہ جھوٹ بھی اتنے سالوں سے امت میں پھیل رہا ہے، اور اس جھوٹ کو پھیلانے کی ذمہ داری ان کے تمام چیلوں نے بخوبی انجام دی۔ ان کے چیلوں نے اس کتاب "تقویۃ الایمان" کا عربی میں ترجمہ بھی کیا اور اس کتاب کو عرب دنیا تک بھی لے گئے، چنانچہ تقویۃ الایمان کا عربی میں ترجمہ تبلیغی جماعت کے شیخ زکریا کاندھلوی کی فرمائش پہ مولوی ابوالحسن علی ندوی نے کیا، جس کا ذکر مولوی رضوان ندوی یوں

کرتے ہیں :

"انہوں نے (مولوی زکریا کاندھلوی) اپنے انتقال سے کچھ عرصہ قبل مدینہ منورہ میں مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی مدظلہ العالی سے فرمایا کہ آپ حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "تقویۃ الایمان" کا عربی میں ترجمہ کردیں، حضرت شیخ الحدیث کا اصرار اتنا بڑھا کہ فرمایا آپ یہیں مدینہ منورہ میں اس کام کا آغاز فرمادیں۔"

(تقویۃ الایمان، صفحہ ۴، مکتبہ خلیل اردو بازار لاہور)

پھر آگے لکھتے ہیں :

"یہ کتاب (تقویۃ الایمان) رسالۃ التوحید کے نام سے شائع ہوئی اور اس کو بلاد عربیہ میں شرف قبول حاصل ہوا اور دار العلوم ندوۃ العلماء میں داخل نصاب کرلی گئی۔"

(تقویۃ الایمان، صفحہ ۴، مکتبہ خلیل اردو بازار لاہور)

ملاحظہ کیجئے کہ کس طرح سے مولوی اسماعیل دہلوی کے چیلوں نے ان کے گمراہ نظریات اور بہتان کو عام کیا، بلکہ اداروں میں جہاں قرآن وحدیث اور علوم اسلامیہ کا درس ہونا چاہیے، وہاں ان کے اداروں

میں مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب "تقویۃ الایمان" جوکہ گستاخیوں اور بہتانوں پر مبنی ہے، طلباء کو پڑھائی جاتی ہے۔ الغرض یوں مولوی اسماعیل دہلوی کا جھوٹ دور دور تک پھیلا اور پھیل رہا ہے۔

۲}۔ اب جو جھوٹ مولوی اسماعیل دہلوی نے باندھا وہ جھوٹ عام لوگوں پر نہیں، بلکہ حضور سید عالم ﷺ ہی کی ذاتِ مقدسہ پہ باندھا۔ اور جاننا چاہیئے کہ آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کی احادیث مبارکہ شریعتِ اسلامیہ کا مصدر ثانی ہے۔ اور حضور سید عالم ﷺ پر جھوٹ باندھنا عام لوگوں پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں۔ خود اس کا بیان حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا، چنانچہ امام مسلمؒ اپنی صحیح کے مقدمہ میں روایت نقل فرماتے ہیں کہ، حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں :

سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان کذبا علی لیس ککذب علی احد فمن کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار۔

(مقدمہ صحیح مسلم، صحفہ۵)

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا میرے اوپر جھوٹ باندھنا ایسا نہیں ہے جیسے اور کسی پر جھوٹ باندھنا جو شخص

مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔"
کسی پر جھوٹ باندھا جائے تو جھوٹ باندھنے والے اور جس پر جھوٹ باندھا جائے ان کا نقصان ہوگا۔ یعنی اس فعل سے فاعل اور مفعول کا خسارہ ہوگا۔ لیکن آقا کریم حضور سید عالم ﷺ پر جھوٹ منسوب کرنے سے ایک عالم گمراہ ہوگا اور دنیا کو نقصان پہنچے گا، اور امام الوہابیہ دیوبندیہ مولوی اسماعیل دہلوی نے حضور سید عالم ﷺ کی اور یہ جھوٹ منسوب کیا کہ "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"، اور اس بہتان سے مسلمانوں کا کافی زیادہ نقصان ہوا، بلکہ برصغیر ہند و پاک میں مسلمانوں کو آپس میں "تقویۃ الایمان" (جس میں آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کی اور یہ بہتان منسوب کیا گیا) نے ہی لڑوایا، بلکہ آج تک یہ شورش و فتنہ ختم نہ ہوسکا۔ تاریخ گواہ ہے اس بدنامِ زمانہ کتاب نے مسلمانوں میں فرقہ واریت، فتنہ و فساد کو جنم دیا ہے۔
الغرض آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کی ذاتِ مقدس پر جھوٹ منسوب کرنا سخت حرام فعل ہے۔ اگر ایک عام انسان پر جھوٹا الزام لگایا جائے، اور کوئی خلافِ واقعہ بات اس کی اور منسوب کی جائے تو یہ ناجائز

ہوگا۔ تو جس ذاتِ گرامی کا کلام اللہ کی وحی ہو، اس ذاتِ گرامی کی طرف بہتان منسوب کرنا، کتنا سنگین اور سخت ترین گناہ ہوگا۔ خود آقا کریم حضور سید عالم ﷺ نے ایسے شخص کے لئے وعید فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت مولیٰ علیؓ بیان فرماتے ہیں :

قال النبی ﷺ لاتکذبوا علی فانه من کذب علی فلیلج النار۔

(بخاری، کتاب العلم)

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری طرف جھوٹی بات منسوب نہ کرو یقینا جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔"

اور بھی بہت ساری احادیث مبارکہ اس بات پر شاہد ہے، کہ آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے والا جہنمی ہے، اور اس حدیثِ مبارکہ سے مولوی اسماعیل دہلوی کا آخرت میں ٹھکانہ بھی معلوم ہوگیا، جسے انہوں نے خود اپنے لئے منتخب کیا ہے۔ اب ان کے تمام چیلوں کو چاہیے کہ آخرت میں انہیں اسی ٹھکانے پہ تلاش کریں۔ الغرض جہاں آقا کریم حضور سید عالم ﷺ نے آپ ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے والوں کے حوالے سے وعید بیان فرمائی،

وہی حضور سید عالم ﷺ نے اپنی اُمت کو اس فتنے سے آگاہ بھی فرمایا، کیونکہ آپ ﷺ کے علم مبارک میں پہلے ہی تھا، کہ امت میں فتنہء وضع الحدیث بھی ظاہر ہوگا، لوگ حضور سید عالم ﷺ پر ہی جھوٹی باتیں منسوب کریں گے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرۃؓ بیان فرماتے ہیں :

قال رسول اللہ ﷺ یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بمالم تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم۔ (مقدمہ صحیح مسلم، صحفہ۱۲)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخر زمانہ میں دجال اور کذاب پیدا ہوں گے، وہ ایسی حدیثیں تم کو سنائیں گے جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے نہ سنی ہوں گی تو بچے رہنا ان سے ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کردیں اور آفت میں ڈال دیں۔"

ایسا ہی ہوا مولوی اسماعیل دہلوی کے اس بہتان نے امت مسلمہ ء کو آفت میں ڈالا، اور اس امت مسلمہ ء کے افراد آپس میں ہی ایک دوسرے کے جانی دشمن بن گئے۔ اس بہتانِ عظیم سے چمنِ امت مصطفٰی ﷺ میں فتنہ و فساد کی ایسی آگ بھڑک اٹھی کہ جو آج تک بجھ

نہ سکی۔ اب اس آگ کو مزید بھڑک نے سے روکا جا سکتا تھا، اگر اس کتاب کی نشر و اشاعت نہ کی جاتی، بلکہ تاریخ کے اوراق میں اس کتاب کو گمنام کیا جاتا، اور امتِ مسلمہ ء کو مزید اور گمراہ نہ کیا جاتا۔ لیکن کیا کیا جائے ان کے چیلوں کا جو مختلف زبانوں میں اس کتاب کا ترجمہ شائع کرا کے اس فتنے کی آگ کو مزید ہوا دے رہے ہیں۔ اور من چاہی تاویلات پیش کرتے ہیں، جو نہ قرآن و حدیث کی رو سے صحیح اور نہ منطقی لحاظ سے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر مولوی اسماعیل دہلوی نے حضور سید عالم ﷺ پر جھوٹ کیوں منسوب کیا، آخر کیا وجوہات تھے، کیوں مولوی اسماعیل دہلوی ایک ایسے فعل کے مرتکب ہوئے، کہ جس فعل کے ارتکاب پہ آقا کریم حضور سید عالم ﷺ نے وعید بیان فرمائی۔ تو جاننا چاہیئے کہ باقی فتنوں کی طرح فتنہ ء وضع الحدیث بھی ایک سخت اور بہت بڑا فتنہ ہے، مختلف گروہ کے لوگوں نے اپنے ذاتی مفادات کے غرض سے احادیث گڑھی، بعض لوگوں نے اپنے سیاسی اور مسلکی اغراض و مقاصد کے تحت احادیث گڑھی، اور پھر

ان جھوٹی روایات کو عوام میں پھیلایا، اور بھی بہت سارے اسباب ایسے ہیں کہ جن کے لئے جھوٹی روایات کو گڑھا گیا اور پھر عوام میں ان جھوٹی روایات کو مشہور کیا گیا۔ اس حوالے سے حضرت علامہ عبد الحیٔ فرنگیؒ نے اپنی کتاب "الآثار المرفوعہ فی الاحادیث الموضوعہ" میں تفصیلی بحث فرمائی ہے، اور وضع الحدیث کے مختلف فرقوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ چنانچہ انہی مختلف فرقوں میں آپ ایک گروہ کے تعلق سے فرماتے ہیں:

قوم کانوا یقصدون وضع الاحادیث نصرۃ لمذاھبھم۔۔۔

(الآثار المرفوعۃ فی الاحادیث الموضوعہ، صحفہ ۱۵)

"وہ لوگ جنہوں نے اپنے مذہب و مسلک کی تائید و حمایت کی غرض سے احادیث وضع کی۔۔۔"

یعنی وضع الحدیث کے مختلف فرقوں میں ایک ایسا بھی فرقہ ہے کہ جنھیں اپنے مسلک و مذہب کی تائید کے لئے احادیث نہ ملے تو اس فرقے نے خود سے احادیث گڑھی۔ تاکہ انہیں اپنے مسلک و مذہب کے لئے حمایت حاصل ہو۔ اس گروہ میں مولوی اسماعیل دہلوی بھی شامل

ہونگے، کیونکہ انہوں نے بھی اپنے مسلک کی تائید کے لئے آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کی اور جھوٹ منسوب کیا۔ یہ بات تو ثابت شدہ ہے کہ ان کے نزدیک حضور سید عالم ﷺ کی حیات، حیاتِ برزخی ہے، نہ کہ جسمانی، حقیقی، توان کو اپنے مسلک کی تائید میں روایت نہ مل سکی تو انہوں نے جھوٹ کا سہارا لے کر حضور سید عالم ﷺ کی اور یہ بہتان منسوب کیا، کہ جس سے حیاتِ جسمانی کی نفی ہو سکے۔ چنانچہ علامہ عبدالحیٔ فرنگیؒ اسی میں فرماتے ہیں :

قوم من الذنادقة قصدوا افساد الشريعة وايقاع الخلط والخبط فی الامة۔

(الآثار المرفوعه فی الاحادیث الموضوعه، صحفه ۱۱)

"زنادقہ قوم کہ انہوں نے شریعت میں فساد اور امت میں خلط پیدا کرنے کی غرض سے احادیث وضع کی۔"

زنادقہ ایک ایسا گروہ جنہوں نے امت میں فساد برپا کرنے کی غرض سے جھوٹی احادیث گڑھی، اس گروہ میں بھی مولوی اسماعیل دہلوی کا شمار ہوگا کیونکہ ان کے جھوٹ سے جو انہوں نے حضور سید عالم ﷺ کی اور منسوب کیا اس سے امت میں کیسا فتنہ و فساد برپا ہوا اس کا علم سب پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ چنانچہ امام سخاویؒ وضاع الحدیث کے تعلق

سے فرماتے ہیں :

لأن الكذب عليه صلى الله عليه و آله وسلم ليس كالكذب على غيره من الخلق والأمم، حتى اتفق أهل البصيرة والبصائر، أنه من أكبر الكبائر، وصرح غير واحد من علماء الدين وأئمته، بعدم قبول توبة۔

(المقاصد الحسنة، صحفہ٣٠)

"اس لیئے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر جھوٹ بولنا تمام امتوں اور تمام مخلوقات پر جھوٹ بولنے سے بھی بڑا ہے، یہاں تک کہ اہل بصیرت و بصارت علماء کرام کا اتفاق ہے کہ یہ کبیرہ گناہوں سے بھی بڑا کبیرہ گناہ ہے اور بہت سے علماء دین اور ائمہ کرام نے تو اس بات کی صراحت کی ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر جھوٹ بولتا ہے اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہے۔"

امام سخاویؒ کی تصریح سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے، علماء و اولیا کے نزدیک وہ شخص سخت ترین گناہ گار ہے، اور اس شخص کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی جو شخص آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کی اور جھوٹ منسوب کرے۔ حقیقت سامنے ہے، واضح طور پر یہ بات ثابت ہے کہ مولوی

اسماعیل دہلوی نے حضور سید عالم ﷺ کی اور جھوٹ منسوب کیا،
آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کی اور ایک ایسا کلام منسوب کیا جو کہ حضور
سید عالم ﷺ نے فرمایا ہی نہیں۔ لیکن پھر بھی آج تک یہ جھوٹ
امت میں پھیلایا جارہا ہے۔ اور جہاں آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کی
احادیث پڑھائی جاتی تھی، وہاں ان کے مدارس میں طلباء کو یہ جھوٹی
حدیث پڑھائی جارہی ہے، جس کی نسبت مولوی اسماعیل دہلوی نے
آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کی اور کی۔

۳} اب جو جھوٹ مولوی اسماعیل دہلوی نے آقا کریم حضور سید
عالم ﷺ کی اور منسوب کیا، یہ ایک ایسا جھوٹ ہے کہ جس سے
احادیث کی مخالفت لازم آتی ہے، ایک ایسا جھوٹ جو احادیثِ
رسول ﷺ کا متضاد ہے۔ چنانچہ سنن ابن ماجہ کی ایک طویل حدیث کا
جز ہے، جسے حضرت ابو درداؓ روایت کرتے ہیں کہ آقا کریم حضور سید
عالم ﷺ نے فرمایا :

ان الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء، فنبى الله حي يرزق۔

(سنن ابن ماجه، کتاب ماجاء في الجنائز)

" بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیائے کرام کے اجسام طیبہ کو کھائے، سو اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہے، اس کو رزق ملتا ہے۔ "

حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کے تعلق سے فرماتے ہیں :

قلت رجال ثقات۔ (التہذیب التہذیب، جلد سوم)

حافظ منذریؒ فرماتے ہیں :

اسنادہ جید۔ (ترجمان السنہ، جلد سوم)

علامہ مناویؒ فرماتے ہیں :

قال الدمیری رجال ثقات۔ (فیض القدیر، جلد چہارم)

ان کے علاوہ علامہ زرقانیؒ، ملا علی قاریؒ، قاضی شوکانی اور بھی کئی محدثین اور علماء نے اس حدیث کو صحیح اور جید کہا ہے۔

الغرض اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ زمین انبیاء علیہ السلام کے اجسامِ مبارک کو نقصان نہیں پہنچا سکتی، اور انبیاء علیہ السلام کے اجسامِ مبارک ان کی قبروں میں اصل حالت میں باقی ہے، اور یہ حال تمام انبیاء علیہ السلام کے تعلق سے فرمایا گیا، جب اللہ کریم کے ہر نبی علیہ السلام کا یہ حال ہے، تو سید الانبیاء حضور سید عالم ﷺ کا کیا حال

ہو گا؟ تو زمین کس طرح سے آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کے جسمِ مبارک کو نقصان پہنچا سکتی ہے؟ تو کس طرح حضور سید عالم ﷺ کا جسمِ مبارک مٹی میں مل سکتا ہے؟ اب اس زمن میں مولوی اسماعیل دہلوی کا یہ بہتان کیسے صحیح ہو سکتا ہے، جب کہ حدیثِ مبارک میں صاف اور صریح الفاظ میں اجسامِ انبیاء علیہ السلام کا زمین پہ حرام ہونا فرمایا گیا ہے۔ یقینن یہ مولوی اسماعیل دہلوی کی حدیثِ رسول ﷺ کے ساتھ بغاوت ہے۔ آقا کریم حضور سید عالم ﷺ پہ تہمت ہے۔

احادیث کے ذخیرے میں کئی روایات ایسی ہے جن میں انبیاء علیہ السلام کا حیات (جسم مع روح) ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ امام ابو یعلیٰؒ بہ سندِ صحیح روایت نقل کرتے ہیں،

کہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ :

قال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔

(مسند ابی یعلی، جلد سوم)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء علیہ السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔"

اس حدیث کے حاشیہ پہ ارشاد الحق اثری نے لکھا ہے :

اخرجه البيهقى فى حياة الانبياء من طريق ابى يعلى وابونعيم فى اخبار اصبهان واسناده جيد۔ (حاشيه مسند ابى يعلى، جلد سوم)

"اس کو امام بیہقی نے حیاۃ الانبیاء میں ابو یعلی کی سند سے اور ابو نعیم نے اخبار اصبہان میں روایت کیا ہے اور اس کی سند جید ہے۔ "

امام ہیثمیؒ اس حدیث کے تعلق سے فرماتے ہیں :

رواه ابويعلى والبزار ورجال ابى يعلى ثقات۔ (مجمع الزوائد، جلد هشتم)

"اس کو ابو یعلی اور بزار نے روایت کیا ہے، اور ابو یعلی کے تمام راوی ثقہ ہیں۔"

ملا علی قاری الباریؒ فرماتے ہیں :

صح خبر الانبياء احياء۔ (مرقات المفاتيح، جلد سوم)

"انبیاء علیہ السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں، یہ حدیث صحیح ہے۔ "

الغرض اور بھی کئی محدثین نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہیں، جن میں امام ابن حجر عسقلانی، علامہ ابن حجر مکی، علامہ مناوی، امام سخاوی، امام یوسف نبہانی وغیرہ شامل ہیں۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہ السلام اپنی اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں، اور جاننا چاہئیے کہ نماز تمام عبادات میں سب سے افضل عبادت ہے، اور عبادتِ جسمانی ہے، یعنی نماز ایک ایسی شرعی عبادت ہے، جو اعضائے جسمانی سے صادر ہوتی ہے۔ گویا نماز پڑھنے کے لئے جسم کا ہونا لازمی ہے۔ بنا جسم کے نماز ادا ہو نہیں سکتی۔ الغرض نماز ان مخصوص اقوال و افعال کا مجموعہ ہے جو تکبیرِ تحریمہ سے شروع اور سلام پر ختم ہوتی ہے۔ اسی طرح کی تعریف علامہ جزیری نے بھی اپنی کتاب "کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعۃ" میں کی ہے۔

گویا انبیاء کرام علیہ السلام کا اپنی اپنی قبروں میں نماز ادا کرنا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ انبیاء کرام علیہ السلام حیاتِ جسمانی کے ساتھ حیات ہے، اور زمین ان کے اجسامِ مبارک کو بوسیدہ نہیں کرتی۔

اب اس حدیث کو بھی ملاحظہ فرمائے جسے امام بخاریؒ نے نقل کیا کہ

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان فرماتے ہیں :

لما حضر أحد دعانی أبی من اللیل، فقال: ما أرانی إلا مقتولا فی أول من یقتل من أصحاب النبی ﷺ وإنی لا أترک بعدی أعز علی منک غیر نفس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فإن علی دینا فاقض واستوص بأخواتك خیرا فأصبحنا فکان أول قتیل ودفن معه آخر فی قبر ثم لم تطب نفسی أن أترکه مع الآخر فاستخرجته بعد ستة أشهر فإذا هو کیوم وضعته هنیة غیر أذنه۔

(صحیح بخاری، باب هل یخرج المیت من القبر)

"کہ جب جنگ احد کا وقت قریب آگیا تو مجھے میرے باپ عبداللہ نے رات کو بلا کر کہا کہ مجھے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سب سے پہلا مقتول میں ہی ہوں گا اور دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا دوسرا کوئی مجھے تم سے زیادہ عزیز نہیں ہے، میں مقروض ہوں اس لیے تم میرا قرض ادا کر دینا اور اپنی بہنوں سے اچھا سلوک کرنا، چنانچہ جب صبح ہوئی تو سب سے پہلے میرے والد ہی شہید ہوئے، قبر میں آپ کے ساتھ میں نے ایک دوسرے شخص کو بھی دفن کیا تھا، پر میرا دل نہیں مانا کہ انہیں دوسرے صاحب کے ساتھ یوں ہی قبر میں رہنے دوں، چنانچہ چھ مہینے کے بعد میں نے ان کی لاش کو قبر سے نکالا دیکھا تو صرف کان تھوڑا سا متاثر ہو گیا تھا، باقی سارا جسم اسی طرح تھا جیسے دفن کیا گیا تھا۔ "

پہلے اس روایت کے رجال پر ایک نظر ڈالیں۔

امام بخاریؒ اور حضرت جابرؓ کے درمیان چار راوی ہے، مسدد، بشر بن المفضل، حسین المعلم اور عطا۔ یعنی امام بخاری روایت کرتے ہیں مسدد سے، اور وہ روایت کرتے ہیں بشر بن المفضل سے، اور وہ روایت کرتے ہیں حسین المعلم سے، اور وہ روایت کرتے ہیں عطا سے، اور وہ حضرت جابرؓ سے۔

ا} "مسدد" ان کا پورا نام مسدد بن مسرہد الأسدي ہے، اور ثقہ راویوں میں شمار ہوتے ہیں۔ چنانچہ امام ابن ابی حاتم رازیؒ فرماتے ہیں

سئل ابی عن مسدد فقال (کان) ثقة۔ (الجرح و التعدیل، جلد ھشتم)

"میرے والد سے مسدد کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ ثقہ تھے۔"

امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں :

وقال ابو زرعة قال لی احمد بن حنبل مسدد صدوق۔

(تھذیب التھذیب، جلد چھارم)

"اور ابو زرعہ نے کہا، مجھ سے احمد بن حنبل نے کہا، مسدد سچا ہے۔"

حافظ ذھبیؒ اپنی کتاب (الکاشف فی معرفۃ من لہ روایۃ فی الکتاب السنۃ) میں انہیں "حافظ" کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ امام نسائی، یحیٰ بن معین، ابن قانع، ابن حبان نے بھی مسدد کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ انہوں نے قریب ۹۶۰ روایات کی ہیں۔

۲}۔ "بشر بن المفضل" ان کا پورا نام بشر بن المفضل بن لاحق الرقاشی ہے، ان کا شمار بھی ثقہ روایوں میں ہوتا ہے۔ حافظ ذھبیؒ ان کا تعارف اس طرح کرتے ہیں :

ابن لاحق الإمام الحافظ المجود أبو إسماعيل الرقاشي۔

(سير أعلام النبلاء، جلد نهم)

ابن ابوداود کہتے ہیں :

سمعت أبي يقول ليس من العلماء أحد إلا وقد أخطأ في حديثه إلا بشر بن المفضل وابن علية۔ (سير أعلام النبلاء، جلد نهم)

"میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بشر بن المفضل اور ابن عالیہ کے علاوہ علماء میں سے کوئی ایسا نہیں ہے، جس نے حدیث (بیان کرنے) میں غلطی نہ کی ہو۔"

ابن سعد کہتے ہیں :

وکان ثقة کثیرالحدیث۔ (الطبقات الکبریٰ، جلد ھفتم)

"اور وہ ثقہ تھے، ان کے پاس کثیر احادیث تھی۔"

ان کے علاوہ ابن حجر عسقلانی، ابن حبان، وغیرہ نے بھی انہیں ثقات میں شمار کیا ہیں۔ انہوں نے قریب ۶۳ ا روایات کی ہیں۔

۳} "حسین المعلم" ان کا پورا نام الحسین بن ذکوان المعلم المکتب ہے۔ اور یہ بھی ثقہ راویوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں :

حسین بن ذکوان المعلم وکان ثقة۔ (الطبقات الکبریٰ، جلد ھفتم)

"حسین بن ذکوان المعلم اور وہ ثقہ تھے۔"

حافظ ذھبی کہتے ہیں :

الحسین بن ذکوان المعلم، أحد الثقات والعلماء۔

(میزان الاعتدال فی نقد الرجال، جلد اول)

"حسین بن ذکوان المعلم، ثقہ علماء میں سے ایک ہے۔"

ان کے علاوہ اور بھی کئی علماء و محدثین نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ انہوں نے قریب ۱۳۳ ا روایات کی ہیں۔

۴) "عطاء" ان کا پورا نام عطاء بن أبی رباح ہے، مشہور تابعی اور ثقہ ہے۔ چنانچہ حافظ ذھبیؒ ابن سعدؒ کے حوالے سے کہتے ہیں :

وقال ابن سعد۔۔۔ انتهت فتوى أهل مكة إليه وإلى مجاهد وأكثر ذلك إلى عطاء سمعت بعض أهل العلم يقول۔۔۔ وكان ثقة فقيها عالما كثير الحديث۔ (سیر أعلام النبلاء، جلد پنجم)

"اور ابن سعد۔۔۔ نے کہا اہل مکہ کا فتویٰ ان پر اور مجاہد پر ختم ہوا اور زیادہ تر عطاء پر، اور بعض اہل علم کہتے ہیں۔۔۔ وہ ایک ثقہ فقیہ اور بہت سی احادیث کے عالم تھے۔"

حافظ ذھبیؒ کہتے ہیں :

عطاء بن أبی رباح، سيد التابعين علما وعملا وإتقانا في زمانه بمكة۔

(میزان الاعتدال فی نقد الرجال، جلد سوم)

"عطاء بن ابی رباح، مکہ میں اپنے زمانے میں علم، عمل اور مہارت میں تابعین کے سید تھے۔"

ابن حجر عسقلانیؒ کہتے ہیں :

ثقة فقيه فاضل لكنه كثير الإرسال۔ (تقریب التہذیب، جلد اول)

"ثقہ فقیہ فاضل تاہم کثیر الارسال۔"

ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے علماء و محدثین نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ انہوں نے قریب ۵۵۲ روایات کی ہیں۔

الغرض حدیثِ مذکور کے بھی سارے رجال ثقہ ہیں۔

بطریق احسن یہ معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہؓ والدِ محترم حضرت جابرؓ کا جسم مبارک قبر میں چھ ماہ گزرنے کے بعد بھی ایسا ہی تھا جیسا دفن کے وقت تھا۔ تو معلوم ہوا کہ قبر غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجسام کو نہیں کھاتی، ان کے اجسام مٹی میں نہیں ملتے، جب آقا کریم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کا یہ حال ہے، تو آقا کریم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کو زمین کیسے کھا سکتی، کیسے جسم مبارک مٹی میں مل سکتا ہے۔ جب کہ زمین پہ اجسامِ انبیاء علیہ السلام کو اللہ کریم نے حرام کر دیا ہے۔

چنانچہ علامہ اسماعیل حقیؒ فرماتے ہیں :

ان حیاة الأنبیاء حیاة دائمة فی الحقیقة ولا یقطعها الموت الصوری فانه انما یطرأ علی الأجساد بمفارقة الأرواح مع ان أجسادهم لا تأکلها الأرض فهم بمنزلة الاحیاء من حیث الأجساد ایضا۔ (تفسیر روح البیان، جلد هشتم)

"انبیاء علیہ السلام کی زندگی حقیقت میں ہمیشگی والی زندگی ہوتی ہے

(اور) موتِ صوری ان کی زندگی کو ختم نہیں کرتی، کیونکہ موتِ صوری روحوں کے جسموں سے جدا ہونے کی وجہ سے جسموں پر طاری ہوتی ہے، جبکہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو زمین نہیں کھاتی، تو انبیائے کرام علیہ السلام ما اجسام کے لحاظ سے زندہ لوگوں کے درجہ میں ہوئے۔ "

واضح طور پہ ثابت ہے کہ اجسامِ انبیاء علیہ السلام مٹی میں نہیں ملتے۔ انبیاء علیہ السلام جسم مع روح حیات ہے۔ اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس صف میں بھی اعلیٰ سے اعلیٰ درجے پر فائز ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی کے چیلوں کو چاہیئے کہ اب اس حقیقت سے منہ نہ پھرے، کہ ان کے امام نے امام الانبیاء حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہی بہتان باندھا۔ لیکن ہم جانتے ہیں یہ اس کا اقرار قیامت تک نہیں کریں گے۔ پھر قیامت کے دن اپنا حال بھی مولوی اسماعیل دہلوی کے ساتھ پائیں۔

خلاصہ کلام
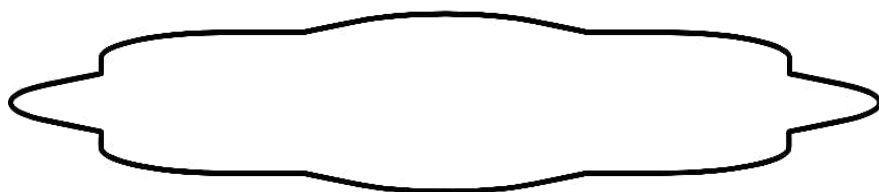
مولوی اسماعیل دہلوی نے ایک ایسا کلام آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کی اور منسوب کیا جو حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا ہی نہیں۔ جھوٹ کا سہارا لے کرامت میں فساد برپا کیا، اور اپنا مسلک ثابت کیا۔ احادیثِ رسول ﷺ سے بغاوت کی، احادیثِ رسول ﷺ کی مخالف بات آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کی ہی اور منسوب کی، ایک ایسا جھوٹا کلام کہ جس سے حضور سید عالم ﷺ کی حیاتِ جسمانی کی نفی لازم آتی ہے، جبکہ عقیدہ حیات النبی ﷺ (جسم مع روح) کا اثبات قرآن وحدیث سے ہے، اور اکابر علماء و مشائخ کا متفقہ عقیدہ ہے۔ جس پر پچھلے صفات پر شواہد پیش کیے گئے۔

ہم کہتے ہیں یہ بہتان کس حدیث کا جز ہے؟ مولوی اسماعیل دہلوی کہاں سے لے کر آئے ہے۔ تو یاد رکھیں قیامت تک پوری دنیائے وہابیت مل کر بھی یہ ثابت نہیں کر سکتی کہ آقا کریم حضور سید عالم ﷺ نے ایسا فرمایا، وہابی مر سکتا ہے لیکن یہ ثابت نہیں کر سکتا۔

اللہ کریم سے دعاء ہے کہ اپنا کرم اہل سنت پہ جارے رکھے، اور عوام کو حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

توہینِ رسالت اور وہابی دیوبندی مماثلت

جس طرح عقیدے کے معاملے میں دیوبندی اور وہابی ایک ہے، اسی طرح شانِ رسالت ﷺ میں توہین کرنے کے معاملے میں بھی ایک جیسے ہے، ہو بھی کیوں نہ جبکہ ان کی بنیاد ایک ہی ہے، ایک ہی کھنڈر کی سوکھی گھاس کھاتے ہیں۔ بس فقہ کے معاملے میں یہ دو بھائی آپس میں بچھڑ گئے ہیں۔ باقی ہر معاملے میں ان کی آپس میں مماثلت ہے۔ چنانچہ

مولوی ٹانڈوی کہتے ہیں :

"شان نبوت و حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ السلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں۔"

(شہاب الثاقب، صحفہ ۵۶)

ٹانڈوی صاحب وہابیوں کے تعلق سے کہتے ہیں کہ یہ شانِ نبوت و رسالت ﷺ کے گستاخ ہے، ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ وہابی آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کے گستاخ و بے ادب ہیں، انہوں نے شانِ نبوت و رسالت ﷺ میں گستاخیاں کی پر کیا ٹانڈوی صاحب کو معلوم نہ

تھا کہ ان کے اکابر دیوبندیوں کے قاسم العلوم مولوی قاسم نانوتوی نے
بھی شانِ نبوت میں گستاخی کی آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کے منصبِ
نبوت پہ ڈاکہ ڈالا، چنانچہ مولوی قاسم نانوتوی لکھتے ہیں :

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت
محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے آپ کے معاصر کسی اور زمین میں
یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔"

(تحذیر الناس، صفحہ ۴۱)

تحذیر الناس کی اس عبارت کا رد برصغیر کے کثیر علماء نے تحریر فرمایا
ہے۔ یہ عبارت دارالعلوم دیوبند کے بانی کی اصلیت کو ظاہر کر رہی
ہے، اس کفریہ عبارت میں مولوی نانوتوی نے ختم نبوت کے اجماعی
عقیدے سے علیٰحدہ ہو کر ایک نیا عقیدہ ایجاد کیا، خاتم النبیین کے اساسی
معنٰی ء متواتر سے ہٹ کر ایک نیا معنٰی ایجاد کیا، جو ضروریات دین کے
بھی مخالف اور اجماع امت کے بھی۔

جاننا چاہئیے کہ آقا کریم حضور سید عالم ﷺ خاتم النبیین ہے۔ یعنی آپ
کے زمانہ میں یا آپ کے زمانے کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا، کیونکہ

یہ خاتمیتِ محمدی کے منافی ہے۔ اور اگر منافی نہ ہوتا تو کفر نہ ہوتا۔ اب اس عبارت کی اور آئے، پہلی بات اس عبارت میں آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کے بعد بھی نبی آسکتے ہیں فرض کیا گیا ہے، اور اکثر کو اس عبارت میں لفظ "فرض" سے ہی دھوکا دیا جاتا ہے، کہ یہاں عبارت میں بالفرض کہا گیا ہے، تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ جس معنیٰ میں مولوی نانوتوی نے فرض کیا ہے، اس معنیٰ میں بلکل یہ کفر ہے، کیونکہ اس عبارت میں فرض تجویزی کیا گیا ہے، اسی لئے مولوی نانوتوی نے یہاں فرض کے ساتھ لفظ تجویز بھی استعمال کیا ہے۔
چنانچہ مولوی الیاس گھمن صاحب اپنے اکابرین اور نانوتوی صاحب کو ان کے کفریات سے بچانے کے لئے آئے دن ٹیڑھے ٹیڑھے ہتھکنڈے استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اور اس ضمن میں بھی مناظر اعظم حضرت علامہ محمد عمر اچھروی ؒ کی ایک عبارت جو انہوں نے اسی فرض کے تحت رقم کی تھی (گھمن صاحب اس) پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں :
"مولوی عمر اچھروی لکھتے ہیں : احناف کا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے خاتم النبین ہونے کے بعد کسی کو نبی فرض کرنا بھی کفر ہے۔ مقیاس حقیقت، صفحہ 198۔

جبکہ آپ علیہ السلام نے فرمایا "لو کان بعدی نبی لکان عمر (اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا) اور دوسری حدیث یوں ہے " لو عاش ابراہیم لکان نبیا (اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے) جیسے ارشادات عالیہ کا کیا بنے گا؟ تو نبی علیہ السلام نے بھی تو نبوت کو فرض کیا ہے۔" (حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ، صفحہ ۸۶)

پہلی بات جو احادیث گھمن صاحب مولوی نانوتوی کو بچانے کے لئے پیش کر رہے ہیں، انہی احادیث سے مولوی نانوتوی کا رد بھی ہو رہا ہے۔ اور اہل سنت کا دعوا بھی ثابت ہوتا ہے، کہ آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا، تو ایس صورت میں مولوی نانوتوی کے فرض کرنے کا کیا مطلب۔ یہ صاف اور صریح طور پہ مولوی نانوتوی نے ختم نبوت پہ ڈاکہ ڈالا ہے۔ اب حضرت علامہ پھروی رحمہ اللہ کی عبارت میں جس فرض کرنے کو کفر کہا ہے وہ یہ کہ کسی کو نبی فرض کر کے یہ نتیجہ اخذ کرنا اور اس سے ثابت یہ ہوتا ہو کہ آقا کریم حضور

سید عالم ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے تو یہ کفر ہے، اور مولوی نانوتوی کی عبارت سے یہ ہی ثابت ہوتا ہے، اب جو احادیث گھمن صاحب نے پیش کیئے ہیں، اور ان سے مولوی نانوتوی کو بچانے کی ناکام کوشش کی ہے، اس پہ مختصر یہ عرض ہے کہ اگر پیغمبر خدا خود اپنی ذات کے حوالے سے کوئی بھی اس قسم کی بات کرے تو کیا امتی کو یہ حق ہو سکتا ہے کہ امتی بھی پیغمبر خدا کے تعلق سے وہی بات اپنی طرف سے کہے۔ ہر گز نہیں، جیسے حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے بارے میں فرمایا "اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ (سورۃ الانبیاء)" تو کیا اب امتی بھی پیغمبر خدا کو ظالم کہہ دے (معاذ اللہ)، اگر کوئی اسی آیت کو دلیل کے طور پہ استعمال کر کے یہ کہے کہ پیغمبر خدا ظالم اور دلیل میں یہ آیت پیش کرے، اور پھر گھمن صاحب کے ہی لہجے میں یہ کہے کہ اس ارشاد عالیہ کا کیا بنے؟ پیغمبر خدا نے بھی خود کو ظالم کہا ہے۔ تو بتائے کیا ایسا شخص مسلمان رہے گا، ہر گز ہر گز نہیں، جو شخص پیغمبر کے تعلق سے ایسے الفاظ استعمال کرے وہ خود بڑا ظالم اور بد ترین کافر۔ چنانچہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمیؒ اس آیت کے حاشیہ میں لکھتے ہیں :

"اگر یہ لفظ نبی کے لئے کوئی دوسرا بولے تو کافر ہوگا۔ ان کا اپنے متعلق یہ عرض کرنا کمال ہے۔" (نور العرفان)

الغرض آقا کریم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ میں حضرت عمرؓ کی شان و مقام کو واضح کرنے کے لئے یہ ارشاد فرمایا۔ نہ کہ اس لئے کہ گھمن صاحب اس سے دلیل نکالے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی نبی آسکتے ہیں فرض کرے۔ خود گھمن صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں :

"بعض احادیث میں ایسے اعمال وافعال کا ذکر ہے۔ جو حضور علیہ السلام کے ساتھ خاص ہیں اور امتی کے لئے جائز نہیں۔"

(صراط مستقیم کورس، صحفہ ۱۵)

جب آپ خود اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ بعض احادیث میں ایسے اعمال وافعال کا ذکر ہے جو آقا کریم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہے، تو پھر اس ضمن میں لوکان والی حدیث نانوتوی صاحب کے دعوے پر آپ کی دلیل کس طرح سے صحیح ہو سکتی ہے۔

یہ گھمن صاحب کی ایک ناکام کوشش ہے، اور اس ناکام کوشش سے یہ مولوی نانوتوی کو بچا نہیں سکتے۔ چنانچہ سید مدنی میاں اشرفی کہتے

ہیں :

"خاتم النبیین کا ایسا معنیٰ بتانا کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو، تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے، قرآن کریم کے ثابت شدہ اجماعی مفہوم کو بدلنے کی شرمناک کوشش ہے، جس کا کفر ہونا "اظہر من الشمس" ہے۔"

(نظریہ ختم نبوت و تحذیر الناس، صحفہ ۲۴)

الغرض مولوی نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں امت کے اجماعی عقیدے کا انکار کیا، اور امت کو اس معاملے میں تقسیم کرنے کی شرمناک کوشش کی۔ مزید خاتم النبیین کے معنیٰ متواتر آخری نبی کا انکار کرتے ہوئے مولوی نانوتوی لکھتے ہیں :

"اول معنیٰ خاتم النبیین معلوم کرنے چاہیئں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں "وَلٰکِن رَّسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ"

فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔" (تحذیر الناس، صفحہ ۲)
اس عبارت میں مولوی نانوتوی نے قرآن وحدیث کے فرمان "خاتم النبیین" کے متواتر معنیٰ "آخری نبی" کو عوام کا خیال قرار دیا ہے۔ اس کے معنیٰ ء منقول متواتر کا انکار کیا ہے۔ یقینن ایسے اہل فہم جو خاتم النبیین کا کوئی اور معنیٰ جو اجماعِ امت کے مخالف ہو دارالعلوم دیوبند ہی سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ لیکن اھل سنت کا اجماعی معنیٰ وہی ہے، جسے مولوی نانوتوی نے عوام کا خیال قرار دیا ہے۔ یعنیٰ خاتم النبیین کا معنیٰ "آخرالانبیاء" ہی ہے۔ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا :

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔ (سورۃ الاحزاب، ۴۰)

"محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔"

اس آیتِ مبارک میں صاف الفاظ میں آقا کریم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامِ مبارک لے کر فرمایا گیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین

ہے۔ یعنی آقا کریم حضور سید عالم ﷺ آخری نبی ہے، حضور سید عالم ﷺ پر نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم ہوچکا، اب کوئی نبی نہیں آسکتا نہ رسول۔ کیونکہ حضور سید عالم ﷺ خاتم النبیین ہے۔

اب اس لفظِ خاتم کے بارے میں مختصر یہ بات قابلِ ذکر ہے، کہ قرآن حکیم میں یہ لفظ کئی مقامات پہ استعمال ہوا ہے، اور اس لفظ "خاتم" کا استعمال جس بھی مقام پہ ہوا ہے، وہاں کے سیاق وسباق کو دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان مقامات میں قدرِ مشترک یہ ہے کہ کسی شئ کی اس طرح سے بندش کرنا کہ اندر جو کچھ ہے اسے باہر نہ نکالا جاسکے، اور جو کچھ باہر ہے اسے اندر داخل نہ کیا جاسکے۔ ایسے مقامات پر قرآن حکیم میں لفظِ خاتم استعمال ہوا ہے۔

اب اس کے تحت جب لفظ خاتم النبیین کا معنیٰ کیا جائے تو معنیٰ یہ ہوگا کہ، اللہ کریم نے آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کو مبعوث فرما کر سلسلہء نبوت ورسالت پر ایسی بندش کردی کہ اب نہ کوئی اس سلسلے میں داخل ہوسکتا ہے، اور نہ نکالا جاسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت علامہ آلوسی بغدادیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

والخاتم أسم آلة لما يختم به كالطابع لما يطبع به فمعنى خاتم النبيين الذى

ختم النبيون به ومآله آخر النبيين۔ (روح المعانی، جلد)

"اور خاتم بالفتح اسم آلہ کا نام ہے جس سے مہر لگائی جائے ۔ پس خاتم النبیین کا معنی یہ ہوں گے وہ شخص جس پر انبیاء ختم کئے گئے اور اس معنی کا نتیجہ بھی یہی آخر النبیین ہے ۔ "

لفظ خاتم کو دو قرأتوں سے پڑھا جاتا ہے ۔ ایک قرأت میں "خاتَم" یعنی تا کو مفتوح پڑھا جاتا ہے ، اور دوسری قرأت میں "خاتِم" یعنی تا کو مکسور پڑھا جاتا ہے ۔ اب اگر مفتوح پڑھا جائے تو یہ اسم آلہ ہوگا ، اور معنی ہوگا "مہر یعنی آخری" ۔ علامہ آلوسی بغدادیؒ نے اسی معنیٰ کی وضاحت کی ہے جو کہ اس سے قبل بیان کیا گیا ۔ اور اب اگر مکسور پڑھا جائے تو یہ اسم فاعل ہوگا ، اور معنیٰ ہوگا "ختم کرنے والا" ۔

اب یہ بات بھی ذہن نشین کرے کہ خاتم کے تا کو مفتوح پڑھا جائے یا مکسور دونوں قرأتوں سے معنیٰ یہی اخذ ہوتا ہے کہ آقا کریم حضور سید عالم ﷺ آخری نبی ہے ، حضور سید عالم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ، جیسا کہ ملا جیونؒ فرماتے ہیں :

والمال علی کل توجیه هو المعنی الآخر ولذالك فسّر صاحب المدارك قرأته عاصم بالآخر وصاحب البیضاوی کل القرأتین بالآخر۔

(تفسیرات احمدیه، صحفه ۲۵۵)

"اور نتیجہ دونوں صورتوں میں (بالفتح وبالکسر) صرف آخر ہی کے معنی ہیں۔ اور اسی لئے صاحب تفسیر مدارک نے قرآت عاصم (بالفتح) کی تفسیر آخر کے ساتھ کی ہے اور صاحب بیضاوی نے دونوں قرأتوں کی یہی تفسیر کی ہے۔"

علامہ زبیدیؒ خاتم کا معنیٰ لحیانی سے نقل کرتے ہیں :

ومن اسماءہ علیه السلام الخاتم والخاتم وهوالذی ختم النبوۃ بمجیئه۔

(تاج العروس، جلد۶)

"اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارک میں سے خاتم (بالکسر) اور خاتم (بالفتح) بھی ہے۔ اور (اس کے معنیٰ ہے) وہ شخص جس نے بنوت کو ختم کردیا ہو۔"

امام ابن منظور افریقی خاتم کا معنیٰ ابن سیدہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں :

وخاتم کل شئ وخاتمته عاقبته وآخرہ۔ (لسان العرب، جلد۵)

"خاتم اور خاتمہ ہر چیز کے آخر اور انجام کو کہا جاتا ہے۔"

علامہ ابو بکر سجستانی آیتِ مزکورہ میں لفظ خاتم النبیین کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

قوله خاتم النبيين اخر النبيين۔ (تفسیر غریب القرآن، جلد۱)

"ارشاد ربانی خاتم النبیین کا ترجمہ آخر النبیین ہے۔"

جس معنیٰ کا مولوی نانوتوی نے انکار کیا وہی امت کا اجماعی معنیٰ ہے۔ جس معنیٰ کو مولوی نانوتوی نے عوام کا خیال قرار دیا، وہی معنیٰ اکابرینِ امت نے خاتم النبیین کا بیان فرمایا، اور اس اجماعی قطعی معنیٰ میں کسی قسم کی تاویل و تخصیص کرنے والے کو کافر قرار دیا۔ چنانچہ قاضی عیاض مالکیؒ لفظ خاتم النبیین کے اجماعی معنیٰ کے بارے میں فرماتے ہیں :

لانه اخبر انه خاتم النبيين لانبی بعده واخبر عن الله تعالیٰ انه خاتم النبيين۔ (شفا بتعريف حقوق المصطفٰی، جلد۲)

"اس لئے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی کسی حالت میں نہیں آسکتا۔ اور

آپ ﷺ کو خاتم النبیین کا یہ منصب اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔"
پھر آگے فرماتے ہیں :

واجتمعت الامۃ علی حمل ھذا الکلام علی ظاھرہ وان مفھومہ المرادبہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شك فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا قطعا اجماعا وسمعا۔ (شفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، جلد۲)

"حضور سید عالم ﷺ کا کلام اپنے ظاہر معنیٰ پر محمول ہے۔ اور یہ کلام اپنے مفہوم و مراد کے اعتبار سے بغیر تاویل و تخصیص کے وہی ہے جو ظاہر و باہر ہے لہذا اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والوں کے سلسلہ میں اجماع سمعی و قطعی کی طرح کوئی ترادد نہیں ہے۔ اسی طرح ہر اس شخص کے کفر پر امت کا اجماع ہے جو نص کتاب کو رفع کرتا ہے۔"
اب اس حوالے سے حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کے الفاظ بھی ملاحظہ فرمائیے، آپ فرماتے ہیں :

ان الامۃ فھمت من ھذا اللفظ انہ افھم عدم نبی بعدہ ابدا وعدم رسول بعدہ ابدا وانہ لیس فیہ تاویل ولا تخصیص ومن اولہ تخصیص فکلامہ من انواع الھذیان لایمنع الحکم بتکفیر لانہ مکذب لھذا النص الذی

اجمعت الامۃ علی انہ غیر موول ولا مخصوص۔

(الاقتصاد فی الاعتقاد، صفحہ ۱۱۳)

"تمام امت مرحومہ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اور نہ کوئی رسول ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا ہے کہ اس میں اصلاً کوئی تاویل یا تخصیص نہیں، جو شخص اس لفظ کے عموم اور استغراق کو نہ مانے بلکہ اسے کسی تخصیص کی طرف پھیرے اس کی بات مجنون کی بات ہے، اسے کافر کہنے کی کوئی ممانعت نہیں کہ اس نے نص قرآنی کو جھٹلایا، جس کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ اس میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ کوئی تخصیص ہے۔"

امام غزالی ایسے شخص کو مجنون کہتے ہیں، جو اس لفظ خاتم النبیین کے عموم و استغراق کو نہ مانے، اور اس لفظ کو کسی تاویل و تخصیص کی اور لے جائے، اب نجانے نانوتوی صاحب کے فہم میں ایسے کون سے اہل فہم تھے، جو خاتم النبیین کا کوئی اور ہی معنیٰ جانتے تھے۔ جبکہ جو اکابرین ساری امت کے نذدیک اہل فہم ہے، ان کے نذدیک خاتم

النبیین کا وہی معنیٰ ہے، جسے نانوتوی صاحب نے عوام کا خیال قرار دیا۔

اھل سنت کا خاتم النبیین کے تعلق سے وہی عقیدہ ہے، جو قرآن و حدیث اور اکابرینِ امت کا ہے۔ کہ اللہ کریم نے آقا کریم حضور سید عالم ﷺ پر سلسلہء نبوت کو ختم کر دیا۔ حضور سید عالم ﷺ کے زمانہ میں یا بعدِ زمانہ کوئی نبی نہیں ہو سکتا، آپ ﷺ کی ذاتِ مقدس پر نبوت کا خاتمہ ہو گیا، اور جو شخص حضور سید عالم ﷺ کے بعد یا آپ ﷺ کے زمانہ میں کسی اور کو نبی مانے یا نبوت ملنی جائز مانے وہ کافر ہے۔ ختم نبوت کا یہ ہی عقیدہ قرآن و حدیث اور اکابرینِ امت سے ثابت ہے۔ اس میں کسی بھی قسم کی کوئی تاویل یا تخصیص کی گنجائش نہیں۔ چنانچہ اعلیحضرت امام شاہ احمد رضا خان قادری ؓ فرماتے ہیں :

"حضور پر نور خاتم النبیین سید المرسلین کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمع انبیاء و مرسلین بلا تاویل و بلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے۔ جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنیٰ شک و شبہ کو بھی راہ دے کافر مرتد ملعون ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، رسالہ المبین ختم النبیین، صحفہ ۵)

خود آقا کریم حضور سید عالم ﷺ اپنے منصب خاتم النبیین کی وضاحت فرماتے ہیں، چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا :

ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔

(مستدرک حاکم، جلد ۴)

"بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ پس میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور نہ رسول۔"

کتب احادیث میں ختم نبوت کے حوالے سے احادیث حدِ تواتر کو پہنچ چکی ہے۔ اب یہ حدیث بھی ملاحظہ فرمائیے، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا :

اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبوۃ بعدی۔

(جامع ترمذی، جلد ۲)

"تم میرے لئے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔ مگر میرے بعد نبوت نہیں۔"

اس حدیث مبارک میں ان غالی رافضیوں کا بھی رد ہے جو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو نبی مانتے ہیں۔ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ان غالی رافضیوں کو بد

دعا دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

لعنهم الله وملئكة وسائر خلقه إلى يوم الدين وقلع واباد خضواء هم ولا جعل منهم في الارض ديارا فانهم بالغوا في غلوهم ومرضوا على الكفر وتركو الاسلام وفارقوا الإيمان وجحد والاله والرسل والتنزيل فنعوذ بالله ممن ذهب الى هذه المقالة ۔ (غنية الطالبين، صحفه ۲۵۰)

"ان پر اللہ اور اس کے فرشتے اور تمام مخلوق کی قیامت تک لعنت ہو، اللہ ان کی بستیو کو اجاڑ اور ویران کردے، ان کی کھیتیاں برباد کردے اور زمین پر ان کی کوئی بستی باقی نہ چھوڑے، انہوں نے غلو کی حد کردی اور کفر پر جم گئے، اسلام کو ترک کردیا، ایمان سے کنارہ کشی اختیار کرلی، اللہ اس کے انبیاء اور قرآن کے منکر ہو گئے، ہم ایسے عقائد اختیار کرنے والوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔"

الغرض جس طرح مولوی اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان سے شورش اور فتنہ کی آگ بڑھک اٹھی اسی طرح نانوتوی صاحب کی تحذیر الناس سے بھی کافی زیادہ فتنہ اور فساد برپا ہوا۔ اور جب یہ کتاب شائع ہوئی تو اس قدر فتنہ و فساد کی آگ اتنی تیز ہوئی کہ نانوتوی صاحب کو چھپ کر رہنا

پڑھتا تھا، اس کا بیان ارواح ثلاثہ کی ایک طویل حکایت یوں لکھا ہے :

"اب مولانا نانوتوی گارڈر کھتے چھپ کر رہتے سفر کرتے تو نام تک بتانے کا حوصلہ نہ رکھتے، خورشید حسین بتاتے یہ کتاب مولانا نانوتوی کے لئے مصیبت بن گئی تھی۔" (ارواح ثلاثہ، صحفہ ۲۶۱)

اب یہ بھی ملاحظہ کرے کہ مولوی نورالحسن کاندھلوی لکھتے ہیں :

"پر خدا جانے ان کو کیا سوجھی جو اس کو چھاپ ڈالا جو یہ باتیں سننا پڑیں۔" (قاسم العلوم، صحفہ ۵۵۰)

خود مولوی اشرف علی تھانوی کہتے ہیں :

"جس وقت مولانا نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی۔"

(الافاضات الیومیہ، جلد۴)

یہ ملاحظہ کرے ان کی گھر کی شہادتیں، کہ اس کتاب سے فتنہ برپا ہوا، امت خود فیصلہ کرے کہ اس امت کو تقسیم کن لوگوں نے کیا، کن لوگوں نے امت میں فسادات برپا کئے۔ مولوی نانوتوی کی ان کفریہ عبارات کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی، اور جو بھی آج تک تاویل پیش

کی گئی وہ سب باطل، اس حوالے سے حضرت مفتی محمد مطیع الرحمن رضوی فرماتے ہیں :

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبین بمعنی آخری نبی ہونا بالاتفاق ضروریات دین سے ہے۔ اور مولوی محمد قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب " تحذیر الناس، کی بعض عبارتوں میں اس کا انکار کیا ہے۔ جس میں نہ تو تکلم کے اعتبار سے خلاف ظاہر کا احتمال بلا دلیل ہی ہے نہ متکلم کے اعتبار سے اور نہ ہی کلام کے اعتبار سے تکلم کے اعتبار سے احتمال بلا دلیل اس لئے نہیں ہے کہ ان عبارتوں کا مولوی محمد قاسم نانوتوی کی تصنیفات سے ہونا تواتراً ثابت ہے۔ متکلم کے اعتبار سے احتمال بلا دلیل اس لئے نہیں ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی کا ان عبارتوں کو بحالت سکر واکراہ میں لکھنے یا ان عبارتوں سے رجوع و توبہ کر لینے پر خبر واحد متصل بھی نہیں اور کلام کے اعتبار سے احتمال بلا دلیل اس لئے نہیں کہ یہ عبارتیں انکار کے معنی میں مفسر ہیں جیسا کہ اس موضوع پر علمائے اہل سنت کی کتابوں سے واضح ہے اور فقیر نے اپنی کتاب "فیصلہ کن مناظرہ کا تنقیدی جائزہ" میں واضح تر کر دیا ہے، لهذا

لہذا اس کے تعلق سے جو تاویل بھی کی جائے وہ تاویل باطل و متعذر ہوگی جو باتفاق فقہاء و متکلمین معتبر نہیں۔"

(اہل قبلہ کی تکفیر، صحفہ ۵۹)

الغرض نانوتوی صاحب کی ان عبارات نے امت مسلمہ کو تو نقصان پہنچایا، لیکن امت قادیان کو ان عبارات سے کافی فائدہ حاصل ہوا، نانوتوی صاحب کی ان عبارات نے مرزا قادیانی کذاب کے کئے نبوت کا چور دروازہ کھولا، امت قادیان کو ان عبارات سے اس قدر فائدہ حاصل ہوا کہ آج بھی قادیانی اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے تحذیر الناس کی ان عبارات کو پیش کرتے ہیں، اور نانوتوی صاحب کا نام بھی بڑے ادب سے لیتے ہیں، چنانچہ نانوتوی صاحب کا نام مرزا بشیر قادیانی اس طرح لکھتا ہے :

"مدرسۃ العلوم دیوبند کے نامور بانی حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی۔"　　(ختم نبوت کی حقیقت، صحفہ ۱۵۸)

پھر آگے نانوتوی صاحب کی عبارات نقل کر کے اپنا دعوا ثابت کرتا ہے، پھر آخر میں لکھتا ہے :

"اے ہمارے بھولے بھالے بھائیو! خدا تمہیں سمجھ عطا کرے ہم نے یہ حوالہ اس غرض سے ہر گز پیش نہیں کیا کہ مولانا موصوف کے نزدیک کوئی نبی آنے والا ہے۔ بلکہ صرف اس غرض سے پیش کیا ہے کہ ان کے نزدیک آیت خاتم النبین اور حدیث لا نبی بعدی کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آسکتا ہے۔ پس یہاں کسی کے آنے کا سوال نہیں بلکہ آسکنے کا سوال ہے۔ اور اس سوال کے متعلق یہ حوالہ بالکل واضح اور صاف ہے۔"

(ختم نبوت کی حقیقت، صحفہ ۱۶۰)

آج دیوبندی ختم نبوت پر جگہ جگہ اجتماعات کرتے نظر آتے ہیں، لیکن اقرار کرو اس ختم نبوت پر ڈاھکہ تمہارے ہی قاسم العلوم نے ڈالا، نبوت کا چور دروازہ کھول کر آج تم ختم نبوت کے ٹھیکیدار بن بیٹھے ہو۔ اب آگے سنیے قادیانی نانوتوی صاحب کی عبارت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے :

"اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اگرچہ حضرت مولانا (قاسم نانوتوی) کا ذاتی عقیدہ یہ تھا کہ کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا بلکہ حضرت عیسے (علیہ

السلام) ہی تشریف لاویں گے لیکن یہ عقیدہ اس بنا پر نہیں تھا کہ آپ کے نزدیک نئے نبی کا پیدا ہونا خاتمیت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خلاف تھا۔ اس کے برعکس آپ کا یہ ایمان تھا کہ خاتمیت محمدی بحیثیت زمانہ نہیں۔ بلکہ بحیثیت مقام ہے۔ لہذا اگر بالفرض آپ کے بعد کوئی نیا نبی بھی پیدا ہو جو کلی طور پر آپ کے تابع ہو اور نئی شریعت لانے والا نہ ہو تو اس سے آنحضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خاتمیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

(آیت خاتم النبیین اور جماعت احمدیہ کا مسلک، صحفہ ۲۳)

نانوتوی صاحب کی تحذیر الناس نے قادیانیوں کو تقویت دی،

قادیانیوں کی ویب سائٹ پر بھی نانوتوی صاحب کی عبارات موجود ہے۔ جو قادیانیوں کے لئے اپنے دعوے کی دلیل فراہم کرتی ہے۔

چنانچہ مفتی محمد انس رضا قادری صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری کے حوالے سے لکھتے ہیں :

"یہی وہ دل آزار تشریح ہے.جس نے انیسویں صدی کی آخری دہائی میں ملتِ اسلامیانِ ہند میں تفرقہ ڈالا اور ایک نئے فرقے کو جنم دیا۔ آگے

چل کر تحذیر الناس کی اسی عبارت نے مرزا غلام قادیانی کذاب کی جھوٹی نبوت کے دعوے کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کی. جس کو آج تک قادیانی بطور دلیل پیش کرتے چلے آئے ہیں، حتیٰ کہ 7 ستمبر 1974ء کو جب پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے دلائل دیئے جا رہے تھے، تو قادیانیوں کے نمائندہ مرزا طاہر نے اپنے مسلمان ہونے کے دفاع میں مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی ان عبارات کو بطور دلیل پیش کیا. جس کا جواب مفتی محمود صاحب سمیت کسی دیوبندی عالم سے نہ بن پڑا۔ البتہ مولانا شاہ احمد نورانی اور علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری علیہما الرحمۃ نے گرج دار آواز میں کہا کہ ہم اس عبارت کے محرر اور اس کے قائل دونوں کو ایسا ہی کافر سمجھتے ہیں جیسا قادیانیوں کو اور یہ کہ اس سلسلے میں امام احمد رضا کا مرتبہ اور علمائے حرمین شریفین کا تصدیق شدہ فتویٰ حسام الحرمین اسمبلی میں پیش کیا جا چکا ہے۔ مزید حیرت و افسوس کی بات یہ ہے کہ جناب مفتی محمود صاحب کی جماعت. جمیعت علمائے اسلام ہی کے دو معزز ارکان مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم صاحبان نے قادیانیت

کے خلاف پیش کردہ قرارداد پر قومی اسمبلی میں موجود ہونے کے باوجود دستخط نہیں کیے لیکن نہ تو مفتی محمود صاحب نے، نہ ان کی جماعت نے اور نہ ہی کسی دیوبندی عالم نے ان دونوں کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کی یا بیان مذمت دیا یا اخبارات میں مضمون لکھا۔ قیام پاکستان کے بعد 14 مارچ 1949ء کو قانون ساز اسمبلی میں قرارداد مقاصد پاس ہونے کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی باقاعدہ تحریک شروع ہوئی۔ اس تحریک تحفظ ختم نبوت میں غالب اکثریت اہلِ سنت کے علما و مشائخ اور عوام کی تھی جسے ہزاروں کارکنانِ اہلِ سنت نے 1952-53ء میں اپنی نقدِ جان پیش کرکے اور اسیری کی صعوبتیں برداشت کرکے کامیاب بنایا اور بالآخر یہ جدوجہد 7 ستمبر 1974ء کو امام احمد رضا قدس سرہ کے خلیفہ اجل، مبلغ اسلام حضرت علامہ مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی (رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے نامور فرزند حضرت علامہ مولانا شاہ محمد احمد نورانی صدیقی (علیہ الرحمۃ) کی سیاسی قیادت میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں آئینی فتح پر منتج ہوئی اور عالم اسلام میں پہلی بار پاکستان کو یہ قابل فخر اعزاز حاصل ہوا کہ بیسویں صدی

کے اس مسیلمہ کذاب اور اس کی ذریت کو غیر مسلم (کافر) قرار دیا گیا۔" (حسام الحرمین اور مخالفین، صحفہ ۳۱۶-۳۱۷)

ملاحظہ کرے کہ کس نے قادیانیوں کی مدد کی، کس نے نبوت کا چور دروازہ کھولا، کس نے آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کے منصب نبوت پہ ڈاھکہ ڈالنے کی شرمناک کوشش کی، کس نے خاتم النبیین کے اجماعی معنیٰ متواتر کو عوام کا خیال قرار دیا، اور خاتم النبیین کے معنیٰ آخری نبی کا انکار کیا، یہ سب کارنامے بانئ دارالعلوم دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے انجام دے ہے۔

اللہ کریم حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
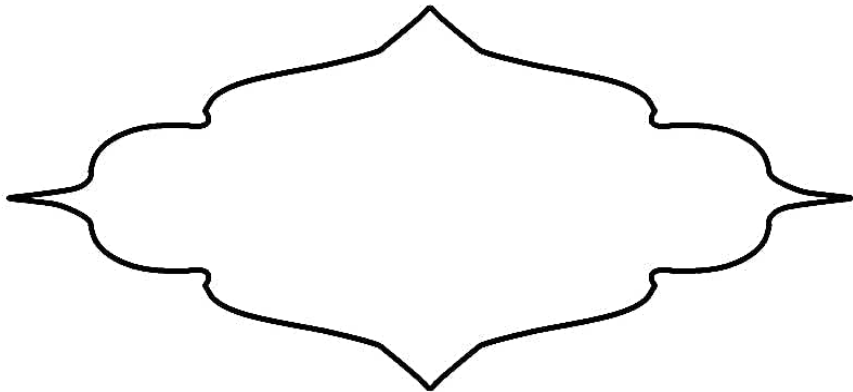
توہینِ علم رسالت اور وہابی دیوبندی مماثلت

جناب ٹانڈوی صاحب نے وہابیوں کے بارے میں کہا کہ یہ حضور سید عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں، شانِ رسالت میں بے ادبی کرتے ہیں، لیکن شانِ رسالت میں گستاخی اور بے ادبی تو دیوبندی بھی کرتے ہیں، اور اگر اکابرئنِ دیوبند کی تکفیر کی گئ وجہ تو یہی تھی کہ ان کے اکابرئن نے آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کی حضور سید عالم ﷺ کی توہین کی، آپ ﷺ کے منصبِ نبوت پہ ڈاکہ ڈالا، جیسا کہ پچھلے صفات پر اس کا بیان گزر چکا، اب ان کے اکابرئن کا قلم یہی پر نہ رکا بلکہ نانوتوی صاحب نے ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالا تو مولوی انبیٹھوی صاحب اور گنگوہی صاحب نے حضور سید عالم ﷺ کے علمِ مبارک پر، چنانچہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی علم رسالت مآب ﷺ پر ڈاکہ ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں :

"الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علمِ محیط زمین کا فخرِ عالَم کو خلافِ نصوصِ قطعیہ کے بِلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے کہ شیطان و ملک الموت کو

یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی ہے" (براہین قاطعہ، صفحہ ۵۵)

عبارتِ مذکورہ پر غور فرمائے، مولوی انبیٹھوی اپنے امام اسماعیل دہلوی کی بہتان میں تقلید کی، اور قرآن وحدیث پر بہتان باندھا کہ شیطان اور ملک الموت کو علم محیط زمین نص سے ثابت ہے، حالانکہ اس پر کوئی نص ورد نہیں۔ گویا ان کے نزدیک شیطان اور ملک الموت کی وسعت علم نص یعنی قرآن وحدیث سے ثابت ہے، لیکن حضور سید عالم ﷺ کے لئے یہ ماننا شرک۔ گویا ان کے نزدیک شیطان اور ملک الموت کا علم حضور سید عالم ﷺ کے مبارک علم سے وسیع ہے، یہ کھلی توہین علم رسالت مآب ﷺ ہے، اس کھلی توہین اور قطعی کفر کے باوجود بعض ڈونگی اھلسنت کے یہاں یہ لوگ معزز و محترم ہے۔ واللہ خدا انہیں کبھی معاف نہ کرے گا، اور نہ انہیں جو ان کی گستاخیوں کا علم رکھنے کے باوجود انہیں معزز و محترم شمار کرتے ہیں۔

یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے غدار ہیں۔ اللہ انہیں ہمیشہ جہنم کے سخت ترین عذاب میں بتلا کرے۔

چنانچہ اس کتاب براہین قاطعہ کے بارے میں شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدیؒ فرماتے ہیں :

"اس کتاب کے چھپتے ہی ایک عام بے چینی اور سورش پیدا ہوگی"۔

(منصفانہ جائزہ، صفحہ ۱۵)

اس کتاب براہین قاطعہ کی خبر جب حضرت علامہ غلام دستگیر قصوریؒ کو پہنچی، تو انہوں نے مولوی انبھٹوی کو سمجھایا لیکن وہ نہیں سمجھا، اور پھر براہین قاطعہ کے گمراہ اور کفری عبارت پر حضرت علامہ غلام دستگیر قصوریؒ اور مولوی انبھٹوی کے درمیان تحریری مناظرہ ہوا۔ اور اس مناظرے میں مولوی انبھٹوی کی شکست ہوئی، اور انہیں ریاست سے بھی نکالا گیا۔

اور اس مناظرے کے حکم حضرت مولانا شاہ غلام فریدؒ نے یہ فیصلہ فرمایا :

"یہ یعنی خلیل احمد انبھٹوی وغیرہ وہابی ہیں اور اہل سنت سے خارج ہے۔"

(تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل، صفحہ ۱۴)

حضرت فخر المدرسین مولانا معین الدین اجمیریؒ اس کتاب اور صاحب کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں :

"براہین قاطعہ کے قول شیطانی کو، جس میں معاذاللہ حضور سرورعالم ﷺ کے علم اکمل کے مقابلہ میں اپنے شیخ "شیخ نجدی" یعنی شیطان کے علم

کو وسیع کہا ہے۔ دیکھ کر فقیر کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ یہ کلمات قطعاً کلماتِ کفر ہیں اور ان کا قائل کافر۔"　　(الصورم الھندیہ، صحفہ ۲۰)

الغرض، حضرت علامہ اسماعیل حقیؒ فرماتے ہیں :

وانعقد الاجماع علی ان نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلمہ الخلق وافضلھم۔
(تفسیر روح البیان، جلد۵)

"اور اس پر اجماع منعقد ہو چکا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق میں سب سے زیادہ عالم اور افضل ہیں۔"

اب میں ان سے پوچھتا ہوں جن کے نذدیک شیطان اور ملک الموت کا علم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وسیع ہے، کہ کیا شیطان اور ملک الموت مخلوقات میں سے نہیں۔؟

یقینن کائنات کی ہر شئے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اللہ کریم کی مخلوق ہی ہے۔ لیکن ہمارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید المخلوق ہے، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مخلوق کے سید ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کریم کی ہر مخلوق سے افضل و عالی ہے، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں، بلکہ اللہ کریم نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علمِ ماکان و ما یکون عطا فرمایا، اور یہ بھی ایک مسلم حقیقت ہے کہ مخلوقات کو علم حضور

سید عالم ﷺ کے در سے نصیب ہوتا ہیں۔

اور یہ بات بھی یاد رکھے کہ جو شخص حضور سید عالم ﷺ کے علم کو تمام مخلوقات سے وسیع نہ مانے اس نے نص کا انکار کر دیا، اور جو شخص حضور سید عالم ﷺ کے علم کی توہین کرے بہ اجماع امت وہ کافر ہے۔

چنانچہ حضرت علامہ شہاب الدین خفاجیؒ فرماتے ہیں :

ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او شتمہ (او عابہ) ھو اعم من السب. فان من قال فلان اعلم منہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد عابہ ونقعہ ولم یسبہ (فھو ساب والحکم فیہ حکم الساب) من غیر فوق بینھا (لانسنثنی) منہ (فصلا) ای صورۃ (ولا تمتری) فیہ تصریحا کان او تلویحا وھذا اکلہ اجماع من العلما ائمۃ الفتوی من لدن الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم الی ھم اجرا۔

(نسیم الریاض، جلد۴)

"جو شخص نبی اکرم ﷺ کو گالی دے یا آپ کو عیب لگائے۔ اور یہ گالی دینے سے عام تر ہے۔ کہ جس نے کسی کی نسبت کہا کہ فلاں کا علم نبی ﷺ کے علم سے زیادہ ہے۔ اس نے ضرور حضور ﷺ کو عیب لگایا آپ کی توہین کی۔ اگرچہ گالی نہ دی یہ سب گالی دینے کے حکم میں ہے۔ ان کے اور گالی دینے والے کے حکم میں فرق نہیں نہ ہم اس

سے کسی صورت استثنا کریں نہ اس میں شک وتردد کو راہ دیں۔ صاف صاف کہا ہو۔ خواہ کنایہ سے ان سب احکام ہم تمام علماء وائمہء فتویٰ کا اجماع ہے کہ زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم سے آج تک برابر چلا آیا ہے۔"

گویا کسی کو حضور سید عالم ﷺ سے زیادہ عالم کہنا حضور سید عالم ﷺ کی توہین ہے، اور ایسے شخص کے بارے میں وہی حکم عائد ہوگا جو کہ حضور سید عالم ﷺ کو گالی دینے والے کا حکم ہے۔ بلکہ علامہ خفاجیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حکم زمانہ صحابہ کرامؓ سے برابر چلا آرہا ہے، اور اسی پر تمام علماء وائمہ کا اجماعی فتویٰ بھی ہے۔

الغرض، قرآن وحدیث میں شیطان اور ملک الموت کے محیطِ زمین کے علم پر کوئی نص وارد نہیں ہوئی، جو شخص اس کا دعوےٰ کرے اس نے قرآن وحدیث پر بہتان باندھا۔ اسی طرح جو شخص حضور سید عالم ﷺ کے علمِ مبارک کو نصِ قطعیہ کے خلاف کہے، اس نے بھی قرآن وحدیث پر افتراء باندھا، ایسی کوئی نص وارد نہیں جس میں حضور سید عالم ﷺ کے حق میں محیطِ زمین کے علم کی نفی ہو۔ بلکہ بے شمار نصوص اس پر شاہد ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کو ہر چیز کا علم اللہ کریم نے عطا فرمایا ہے۔

اھل سنت کا اس حوالے سے مبارک عقیدہ یہ ہے کہ :

" اللہ کریم عالم الغیب بالذات ہے ۔ اور حضرات انبیاء واولیاء بعطائے خداوند غیب جانتے ہیں ۔ اور حضور سید عالم ﷺ کو جو علم عطا کیا گیا اس کے مقابل میں تمام حضراتِ انبیاء واولیاء کا علم ایک ذرا ہے ۔ اور اللہ کریم نے اپنے محبوب حضور سید عالم ﷺ کو علم محیط زمین بھی عطا فرمایا ہے اور یہ اس عطا کے سمندر کا ایک قطرہ ہے جو اللہ کریم نے اپنے محبوب حضور سید عالم ﷺ کا عطا فرمایا ہے ۔ "

اللہ کریم نے قرآنِ عظیم میں ارشاد فرمایا :

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۔

(سورۃ آل عمران، ۱۷۹)

" اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے "

اللہ کریم منتخب فرماتا ہے اپنے رسولوں میں سے اور پھر ان برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے ۔ اب جب یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ کریم اپنے برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے ، اور یہ بات بھی سب پر واضح ہے کہ حضور سید عالم ﷺ سید الانبیاء ہیں ، سب انبیاء سے افضل واعلیٰ

ہیں۔ اور حضور سید عالم ﷺ کو سب سے بڑھ کر غیب کا علم عطا فرمایا گیا۔
اللہ کریم نے قرآن عظیم میں ایک اور مقام پہ ارشاد فرمایا :

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًاۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًاۙ (سورۃ الجن، آیت ۲۶-۲۷)

"غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرا مقرر کر دیتا ہے۔"

ایک طرف سے اس آیتِ مبارک میں اللہ کریم نے اپنے برگزیدہ رسولوں کو غیب کے علم کا عطا کرنے کا بیان فرمایا، یعنی اللہ کریم اپنے برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے۔ اور حضور سید عالم ﷺ ان برگزیدہ رسولوں میں سے بھی سب سے اعلیٰ ہے، اور حضور سید عالم ﷺ کو اللہ کریم نے تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا ہے۔ اور دوسری جانب اسی آیتِ مبارک سے فرقہ معتزلہ نے دلیل نکالی کہ اولیاء اللہ کو غیب کا علم نہیں، اور یہ بات بھی یاد رکھیں کہ گمراہ اور باطل فرقوں میں سے یہ بھی ایک گمراہ اور باطل جماعت ہے۔ جو اولیاء کاملین کی کرامات کا انکار کرتے ہیں۔ اس گمراہ فرقے کا زبردست رد اکابر علماء کر چکے ہیں۔ اولیاء اللہ ہی کے علمِ غیب کی نفی کا مسلہ لیں اس پر علامہ احمد صاویؒ، امام تفتازانیؒ وغیرہ نے بہترین

اندازمیں ان کے ان فاسد شبہات کے جواب بھی دے ہیں ۔ (دیکھیے تفسیر صاوی ، شرح مقاصد)۔

امام رازیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

یعنی أنه لایطلع علی الغیب إلا المرتضی الذی یکون رسولا۔

(تفسیر کبیر، سورۃ الجن)

"یعنی غیب پر کسی کی رسائی نہیں سوائے وہ جو اللہ کے پسندیدہ رسول ہیں۔"

اب یہ حدیث مبارک بھی ملاحظہ فرمائے جسے امام ابی عبداللہ نعیم المروزیؒ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں :

قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھوکائن فیھا الی یوم القیامة کانما انظر الی کفی ھذہ جلیان من اللہ جلاہ لنبیه کما جلاہ لنبیین من قبله۔ (کتاب الفتن، جلد اول)

"بے شک میرے سامنے اللہ تعالیٰ نے دنیا اٹھالی ہے اور میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کچھ ایسے دیکھ رہاہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہاہوں ، اس روشنی کے سبب جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے روشن فرمائی جیسے مجھ سے پہلے انبیاء کے لیے روشن کی تھی۔"

اس حدیث سے حضور سید عالم ﷺ کے لئے محیط زمین کا علم ثابت ہوتا ہے ۔ اس حدیث کو امام ابو نعیمؒ نے حلیۃ میں اور امام قسطلانی نے موہب

میں بھی نقل کیا ہے ،اور علامہ زرقانی شرح موہب میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :

قد رفع ای اظهر و کشف لی الدنیا بحیث احطت بجمع ما فیها فانا انظر الیها والی ماهو کائن فیها الی یوم القیمة کانما انظر الی کفی هذه اشارة الی انه نظر حقیقة دفع به انه ارید بالنظر العلم۔ (زرقانی شرح مواہب، جلد۷)

"بے شک اللہ تعالٰی نے میرے لیے دنیا ظاہر فرمادی اسی لیے میں نے دنیا کی ہر شے کا احاطہ کرلیا۔ پس میں دنیا کی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کی طرف ، یہ اشارہ اس طرف ہے کہ حدیث میں نظر سے حقیقۃً دیکھنا ہی مراد ہے یہ نہیں کہ نظر سے مراد صرف اس کے معنیء مجازی ہو یعنی محض جاننا۔"

اس حدیثِ مبارک اور اس کی شرح سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ کریم نے حضور سید عالم ﷺ کے واسطے یہ پوری دنیا تا قیامِ قیامت ظاہر فرمادی ہے ،اور اس کی شرح سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کی حدیث میں لفظ 'انظر' سے حقیقۃ دیکھنا ہی مراد ہے نہ کہ محض جاننا یعنی آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کو محض اس کا علم ہی نہیں دیا گیا بلکہ حضور سید عالم ﷺ

عالمین کی ہر شئ کو مثل اپنے دست مبارکہ کے ملاحظہ فرمارہے ہیں۔
اب اس حدیثِ مبارک کو ملاحظہ فرمائیے، حضرت عبدالرحمن بن عائشؓ فرماتے ہیں :

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم رأيت ربي عزوجل في أحسن صورة قال فيم يختصم الملأ الأعلى قلت أنت أعلم قال فوضع كفه بين كتفي فوجدت بردها بين ثديي فعلمت ما في السماوات والأرض۔
(مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب المساجد)

"حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب عزوجل کو بہترین صورت میں دیکھا تو اس نے مجھ سے فرمایا کہ اوپر والی جماعت کس چیز میں بحث کر رہی ہے ؟ تو میں نے عرض کیا کہ یا اللہ! عزوجل تو ہی اس کو زیادہ جاننے والا ہے پھر خداوندِ عالَم نے اپنی (قدرت کی) ہتھیلی کو میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا تو میں نے اس کی ٹھنڈک کو اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان میں پایا اور جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب کو میں نے جان لیا۔"

اس حدیث مبارک کی شرح میں ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں :

وهو عبارة عن سعة علمه الذي فتح الله به عليه وقال ابن حجر أي جميع

الکائنات التی فی السماوات بل وما فوقها کما یستفاد من قصة المعراج والأرض ھی بمعنی الجنس أی وجمیع ما فی الأرضین السبع بل وما تحتھا کما أفادہ إخبارہ علیه السلام۔

(مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، کتاب الصلاة)

"یہ حضور سید عالم ﷺ کے علم کی وسعت کا اظہار ہے جو اللہ کریم نے انہیں عطا کیا ہے، اور ابن حجر نے کہا یعنی تمام مخلوقات جو آسمانوں میں ہیں اور ان کے اوپر جو کچھ بھی ہے جیسا کہ معراج کے واقعہ سے سیکھا جا سکتا ہے، اور زمین جنس کے معنی میں ہے، یعنی اور جو کچھ سات زمینوں میں ہے، اور یہاں تک کہ جو کچھ ان کے نیچے ہے، جیسا کہ حضور سید عالم ﷺ نے اس کی اطلاع دی ہے۔"

گویا کہ حضور سید عالم ﷺ کا علم مبارک تمام زمینوں اور تمام آسمانوں کو احاطہ کئے ہوئے ہیں، الغرض شیخ محقق عبد الحق محدث دہلویؒ اس حدیث میں "ما فی السمٰوات والارض" کی شرح میں فرماتے ہیں:

دانستم ھر چہ در آسمانہا و ھر چہ در زمینہا بود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزئی و کلی واحاطہ آں

(اشعة المعات، جلد اول)

" میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا اس حدیث میں تمام

علوم جزی و کلی کے حاصل ہونے اور ان کے احاطہ کرنے کا بیان ہے۔"

گویا پتا چلا کہ حضور سید عالم ﷺ کا علمِ مبارک خالی اس زمین اور اس آسمان کو احاطہ نہیں کیئے ہے بلکہ تمام آسمانوں اور زمینوں کو حضور سید عالم ﷺ کا علمِ مبارک احاطہ کیئے ہوئے ہے۔ چنانچہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

قال رسول اللہ ﷺ إن اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقھا و مغاربھا۔

(مشکاۃ المصابیح، باب الفضائل سید المرسلین ﷺ)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی تو میں نے اس کے مشرق و مغرب دیکھے۔"

اس حدیث کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی مرقاۃ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں :

"ساری زمین حضور انور ﷺ کے سامنے کر دی گئی جیسے آئینہ دار کے ہاتھ میں آئینہ۔" (مرآۃ المناجیح، جلد ہشتم)

پھر آگے فرماتے ہیں :

"مشرق و مغرب دیکھنے کے معنی ہیں کہ میں نے ساری زمین دیکھ لی اس کا کوئی ذرہ چھپا نہیں رہا۔ یہاں سمیٹ دینے دکھا دینے کا ذکر تو ہوا مگر بعد میں

چھپا لینے کا ذکر نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کائنات حضور انور ﷺ کے سامنے ہے۔" (مرآۃ المناجیح، جلد ہشتم)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کا علم مبارک تمام زمین کو محیط ہے۔ اور یہ اللہ کریم کی عطا ہے جو اس نے اپنے محبوب کو اس علمِ محیطِ زمین و آسمان سے نوازدیا۔ چنانچہ اب صحیح مسلم کی طویل حدیثِ معراج کا یہ جز ملاحظہ فرمائیے جسے حضرت انس بن مالکؓ روایت ہیں حضرت ابوذرؓ سے اور وہ بیان فرماتے ہیں کہ آقا کریم حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

فعرج بی إلی السماء، فلما جئنا السماء الدنيا، قال جبريل عليه السلام لخازن السماء الدنيا: افتح، قال من هذا قال هذا جبريل، قال هل معك احد قال نعم، معی محمد صلی الله عليه وسلم، قال فارسل إليه قال نعم، ففتح، قال فلما علونا السماء الدنيا، فإذا رجل عن يمينه اسودة، وعن يساره اسودة، قال فإذا نظر قبل يمينه ضحك، وإذا نظر قبل شماله بكی، قال فقال مرحبا بالنبی الصالح والابن الصالح، قال قلت يا جبريل، من هذا قال هذا آدم عليه السلام وهذه الاسودة عن يمينه، وعن شماله نسم بنيه، فاهل اليمين اهل الجنة والاسودة التی عن شماله اهل النار، فإذا نظر قبل يمينه ضحك، وإذا نظر

قبل شمالہ بکی۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان)

"مجھے آسمان تک چڑھایا گیا، جب میں آسمان دنیا تک پہنچا تو جبرئیل نے آسمان کے خازن سے کہا دروازہ کھولو، اس نے کہا : کون ہے ؟ جبرئیل نے کہا : جبرئیل، خازن نے کہا : تیرے ہمراہ کوئی ہے ؟ فرمایا : ہاں ! میرے ہمراہ محمد رسول اللہ ہیں۔ خازن نے کہا : آپ کو آسمان کی طرف بھیجا گیا ہے ؟ جبرئیل نے کہا : ہاں ! جب دروازہ کھولا گیا تو ہم پہلے آسمان پر چڑھے، دیکھا کہ ایک شخص تشریف فرما ہے۔ جس کی دائیں طرف کچھ لوگ ہیں اور بائیں جانب بھی کچھ لوگ ہیں۔ جب دائیں طرف نظر کرتے ہیں تو خوش ہوتے اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو روتے اور غمزدہ ہوتے ہیں۔ انھوں نے کہا : نبی صالح اور ابن صالح مرحبا ! میں نے جبرئیل سے پوچھا : یہ کون ہیں ؟ اس نے کہا : یہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور ان کی دائیں جانب اور بائیں جانب ان کی اولاد کی روحیں ہیں، دائیں جانب جنتی روحیں ہیں اور بائیں جانب دوزخی روحیں ہیں، اسی لیے جب دائیں جانب نظر کرتے ہیں تو ہنستے ہیں اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔"

اب یہاں پر ملاحظہ فرمائے کہ حضرت آدمؑ کے دائیں جانب ان کی جنتی اولاد کی روحیں ہیں، اور بائیں جانب دوزخی اولاد کی روحیں ۔ کائنات میں انسان کی ابتدا حضرت آدمؑ سے ہوئی اور ان کے بعد جو بھی انسان پیدا کیا گیا وہ حضرت آدمؑ ہی کی اولاد ہوئی یا ان کی اولاد کی اولاد گویا کائنات کے اختتام تک جتنے بھی انسان پیدا ہوں گے وہ ساری بنی آدم ہی کہلائی گی کیونکہ سارے انسان حضرت آدمؑ ہی کی اولاد ہے ۔ اب آخرت میں اولاد آدم کا انجام یا تو جنتی ہوں گے ، یا تو دوزخی ۔ یعنی بعض جنت میں جائیں گے اور بعض دوزخ میں ۔ اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت آدمؑ کے سامنے ان کی ساری ذریت کو پیش کیا گیا ہے اور انہیں اس کا علم بھی دیا گیا ہے کہ ان میں سے جنتی کون ہے اور دوزخی کون ۔ گویا حضرت آدمؑ کا علم ان کی ساری ذریت کو محیط ہے ۔ اب یہ حال اگر حضرت آدمؑ کا ہے تو وجہ تخلیقِ آدم ، شفیع معظم ﷺ کا کیا حال ہوگا ، کیا ان کا علم ساری کائنات کو محیط نہیں ۔ درحقیقت یہ منکرین عقل کے اندھے ہیں ، کہ انہیں آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کی شان نظر نہیں آتا ۔

حضرت امام بوصیریؒ فرماتے ہیں :

وسع العالمین علما وحلما۔ (قصیدہ الہمزیہ، ۱۳۲)

"حضور سید عالم ﷺ کا علم و حلم تمام جہان کو محیط ہے۔"

اس کی شرح کرتے ہوئے حضرت امام ابن حجر ہیتمیؒ فرماتے ہیں :

لان اللہ تعالی اطلعہ علی العالم فعلم علم الاولین والآخرین ماکان ومایکون۔

(المنح المکیۃ فی شرح الہمزیۃ، صفحہ ۳۰۵)

"کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم ﷺ تمام عالم پر اطلاع دی، تو سب اولین و آخرین کا علم حضور سید عالم ﷺ کو ملا جو ہو چکا اور جو ہونے والا ہے سب جان لیا۔"

گویا کہ آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کو اللہ کریم نے تمام جہان کا علم عطا فرمایا ہے، اب یہاں پر ہم خلاصہء کلام کے طور پر اعلیحضرت امام شاہ احمد رضا خانؒ کی عبارت نقل کرتے، آپ فرماتے ہیں :

ہمارے حضور صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ و بارک و سلم کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے تمام موجودات جملہ مَاکَانَ وَمَا یَکُونَ اِلَی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ جمیع مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق و غرب و سما و ارض و عرش و فرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۹)

پھر آگے براہین قاطعہ کے قولِ شیطانی کے بارے میں فرماتے ہیں :

"رہا وہ ذریت شیطان کے اپنے اس بزرگ عین کے علم ملعون کو علم اقدس حضور پر نور عالم ما کان و ما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم سے زائد کہے، اس کا جواب اس کفرستان ہند میں کیا ہو سکتا ہے انشاء اللہ القہار روز جزاوہ ناپاک ناہنجار اپنے کیفر کفری گفتار کو پہنچے گا وَ سَیَعْلَمُ الَّذِینَ ظَلَمُوا اَیَّ مُنْقَلِبٍ یَنْقَلِبُونَ، یہاں اسی قدر کافی ہے کہ یہ ناپاک کلمہ صراحتاً مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کو عیب لگانا ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کو عیب لگانا کلمہ کفر نہ ہوا تو اور کیا کلمہ کفر ہوگا۔" (فتاوی رضویہ، جلد ۲۹)

اب آگے ملاحظہ فرمائے دار العلوم دیو بند کے سابقہ مہتمم قاری طیب کہتے ہیں

"علم ما کان و ما یکون خاصہ خداوندی ہے۔ جس میں کوئی بھی غیر اللہ اس کا شریک نہیں ہو سکتا۔" (فاران توحید نمبر، جلد ۹، نمبر ۳، جون ۱۹۵۷ء)

اور ایک جگہ کہتے ہیں :

"حضرت سید الاولین والآخرین کے لئے علمِ غیب کا دعوے اور وہ بھی علم کلی اور علم ما کان و ما یکون کی قید کے ساتھ نہ صرف بے دلیل اور بے سند ہے۔ بلکہ مخالف دلیل معارض قرآن اور اس توحیدی شریعت کے مزاج کے مخالف ہونے کی وجہ سے ناقابلِ التفات ہے۔" (حوالہ مزکورہ)

گویا ان کے نزدیک حضور سید عالم ﷺ کا علم ما کان وما یکون بے دلیل اور بے سند ہے ، اور اللہ کریم کے سوا کسی کے لیئے ماننا شرک ، یقینن ایسے حضرات تو دیوبندہی سے پیدا ہو سکتے ہیں ، جن کے علم و عقل پر پردہ پڑھ چکا ہو ، جس کی وجہ سے انہیں قرآن وحدیث و تفاسیر میں حضور سید عالم ﷺ کے علم ما کان وما یکون کے واضح دلائل نظر نہ آئے ۔ اور ان کا یہ کہنا کہ حضور سید عالم ﷺ کے علم ما کان وما یکون کے خلاف قرآن عظیم میں دلائل موجود ہیں ، یہ بھی ان کا قرآن عظیم پر بہتان ہے ۔ اب اس میں کیا ہی کیا جائے بہتان تراشی تو ان کو اپنے اکابرین سے ورثہ میں ملی ہے ۔ اب یہاں پر ضرورت اس چیز کی محسوس ہو رہی ہے کہ اللہ کریم اور حضور سید عالم ﷺ کے علم میں فرق کیا ہے ۔ اگر اللہ کریم کو بھی علم غیب ہے اور حضور سید عالم ﷺ کو بھی ، اگر اللہ کریم کا علم کلی ہے اور حضور سید عالم ﷺ کا بھی تو معبود اور بندے میں کیا فرق رہی ، اس قسم کے سوالات بھی اکثر کیئے جاتے ہیں ۔ اس کے کئی جوابات اھل سنت کے پاس ہے ، اور دے بھی چکے ہیں ، لیکن یہاں طوالت سے بچنے کے لیئے ہم کچھ رقم کر رہے ہیں جو درج ذیل ہیں :

ا)۔ سب سے پہلا اور بڑا فرق یہ ہے کہ اللہ کریم کا علم ذاتی ہے کہ اسے اپنا ہے اسے کسی نے عطا نہیں کیا اور حضور سید عالم ﷺ کو علم عطائی ہے کہ آقا کریم ﷺ کو اللہ کریم نے عطا فریا، جس طرح سمیع و بصیر اللہ کریم کی ذاتی صفات ہیں، جیسا کہ اللہ کریم نے قرآن عظیم میں ارشاد فرما :

اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ (سورۃ لقمان، آیت ۲۸)

" بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔"

آیت مبارکہ سے پتا چلا کہ اللہ کریم سمیع و بصیر ہے، قرآنِ عظیم میں ایک اور مقام پہ اللہ کریم نے ہر انسان کو صفت سمیع و بصیر سے موصوف فرمایا، جسیا کہ قرآن عظیم میں ہے :

اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ اَمۡشَاجٍ ٭ۖ نَّبۡتَلِیۡہِ فَجَعَلۡنٰہُ سَمِیۡعًۢا بَصِیۡرًا
(سورۃ دھر، آیت ۲)

"بیشک ہم نے آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے کہ اسے جانچیں تو اُسے سنتا دیکھتا کردیا۔"

اللہ کریم نے اس آیت مبارکہ میں ہر انسان کو سمیع و بصیر کہا تو پتا چلا کہ سمیع و بصیر اللہ کریم کی ذاتی صفات ہیں اور انسان کی عطائی، اور یہ ہی فرق علم غیب کا بھی ہے کہ اللہ کریم کا علم ذاتی اور آقا کریم حضور سید عالم ﷺ

کا علم عطائی ہے۔

۲}۔ دوسرا بڑا فرق یہ ہے کہ اللہ کریم کا علم غیر متناہی ہے، اور حضور سید عالم ﷺ کا علم متناہی۔ اب اس کو آپ ایسے سمجھے کہ کائنات کی ہر شئ ذرہ ذرہ متناہی ہے، کہ جس کی ابتدا بھی ہے، اور انتہا بھی، اور یہ سارے شئ مل کر کائنات بنے تو کائنات بھی متناہی ہی ہوئی، غرض اللہ کریم کے سوا جو کچھ ہے، وہ اللہ کریم کی مخلوق ہے، اور متناہی ہے۔ اسی طرح حضور سید عالم ﷺ کا مبارک علم بھی متناہی ہے، غیر متناہی نہیں۔ یعنی حضور سید عالم ﷺ کے علم کی ابتداء بھی ہے اور انتہا بھی، اور آپ ﷺ کا علمِ مبارک کُل مخلوقات کے بہ نسبت سے ہیں، نہ کہ اللہ کریم کے۔ اس پر

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ فرماتے ہیں :

"یادرکھیے! جب آپ ہمارے کلام میں حضور ﷺ کے علمِ اَقدس کے متعلق لفظ "کُل" دیکھیں تو اس سے کُل غیر متناہی نہ سمجھیں بلکہ کُل مخلوقات ہے، اور اس کے علاوہ معرفتِ ذات و صفات کا علم کہ وہ بھی بالفعل متناہی ہے ہماری مراد ہوگا، ورنہ علمِ الٰہی کی بہ نسبت حضور ﷺ کے علم کو کُل نہیں کہتے کیونکہ علمِ الٰہی مُحِیطُ الکُل اور غیر متناہی ہے"۔

(مقالاتِ کاظمی، ج ۲، ص ۱۱۷)

الغرض علم غیب ذاتی غیر متناہی اللہ کریم کا خاصہ ہے ، اور صفتِ عالم الغیب بھی اللہ کریم کو خاص ہے ،، جس میں کوئی بھی مخلوق اس کی شریک نہیں ۔ اللہ کریم کو ممکنات کا بھی علم ہے ، اور جبکہ آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کا علم محدود ہے عطائی ہے متناہی ہے ، حضور سید عالم ﷺ کا علم تمام مخلوقات کے بہ نسبت کل ہے ، آپ کو ایسا علم عطا کیا گیا جس میں ممکنات کا دخل نہیں ، اللہ کریم اور حضور سید عالم ﷺ کے علم میں کوئی مقابلہ نہیں ، حضور سید عالم ﷺ کا علم عطا ہے ایک قطرہ ہے اس بحر علم الٰہی سے ۔

اب یہاں پر غور کرے کہ حضور سید عالم ﷺ کے علمِ ماکان ومایکون کے بارے میں جو عقیدہ قاری طیب دیوبندی کا ہے وہی عقیدہ وہابی کا بھی ہے ، اوراس مسلئہ میں بھی ان دونوں کی آپس میں مماثلت ہیں ۔ چنانچہ وہابی مولوی احمد دین گکھڑوی لکھتے ہیں :

"جو شخص یوں کہتا ہے کہ خدا بھی عالم الغیب ہے اور ساتھ ہی نبی بھی ماکان ومایکون کے علوم کو جانتا ہے ۔ ایسا شخص بیشک اسلامی تعلیم کا منکر ہے ۔ اور ایسا عقیدہ رکھنے والے مسلمان میں اور اُن یہود و نصاریٰ میں جنھوں نے اپنے انبیاء کو رب بنالیا کوئی فرق نہیں ہے ۔" (برھان الحق ، صحفہ ۱۰۰)

یہ ہی عقیدہ قاری طیب دیوبندی کا بھی ہے جو ہم نے پچھلے صفات پر رقم کیا ہے بلکہ یہ ہی عقیدہ ساری دیوبندی قوم کا بھی ہے، قاری طیب کی عبارت زیرِ بحث دارالعلوم وقف دیوبند کے استاذ حدیث مولوی غلام نبی قاسمی نے بھی اپنی کتاب "حیاتِ طیب کے صحفہ ۱۲۵" پر نقل کی ہے۔

اور اسی کتاب کے سرورق پر قاری طیب دیوبندی کو "مسلک دیوبند کے ترجمان" لکھا ہوا ہے۔ گویا قاری طیب دیوبند کے مسلک کی ترجمانی کرنے والے تھے، اور انھوں نے وہی کچھ لکھا جو کہ دیوبند کا مسلک ہے۔

اب حضور سید عالم ﷺ کے علم ماکان وما یکون کے بارے میں اھل سنت کا عقیدہ بھی ملاحظہ فرمائے :

"اللہ کریم کی عطا سے آقا کریم حضور سید عالم ﷺ کے مبارک علم میں ماکان وما یکون بھی داخل ہے، یعنی جو ہو گیا، جو ہو رہا ہے، اور جو ہو گا حضور سید عالم ﷺ سب جانتے ہیں۔"

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا :

خَلَقَ الْاِنْسَانَ○عَلَّمَهُ الْبَیَانَ○　(سورۃ الرحمن)

"انسان کو پیدا کیا۔ اسے بیان سکھایا۔"

مفسرین کا اجماع ہے کہ اس آیت مبارکہ میں انسان سے مراد حضور سید

عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، اور بیان سے مراد علم ما کان وما یکون جیسا کہ امام علی بن محمد بغدادیؒ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

اراد بالانسان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (عَلَّمَهُ الْبَيَانَ) یعنی بیان مایکون وما کان

لانه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ینبی عن خبر الاولین والاخرین وعن یوم الدین۔

(تفسیر خازن، جلد۴)

"آیت میں انسان سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مراد لیا۔ اور ان کو ما کان وما یکون کا بیان سکھایا، کیوں کہ حضور اولین وآخرین اور روزِ قیامت کی خبریں دیتے ہیں۔"

اسی طرح شیخ المفسرین امام بغویؒ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

قال ابن کیسان (خَلَقَ الْاِنْسَانَ) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (عَلَّمَهُ الْبَيَانَ) یعنی بیان ما کان ومایکون لانه کان یبین عن الاولین والاخرین وعن یوم الدین۔

(تفسیر معالم التنزیل، جلد۴)

"ابن کیسان نے کہا کہ انسان سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (عَلَّمَهُ الْبَيَانَ) سے مراد بیان ما کان وما یکون، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولین وآخرین اور روز قیامت کے دن کی بھی خبر رکھتے ہیں۔"

ابن کیسان کا یہ قوم امام ابو اسحاق احمد الثعلبیؒ نے بھی اپنی تفسیر "الکشف والبیان المعروف تفسیر الثعلبی" میں نقل کیا ہے۔ چنانچہ ملا حسین واعظؒ آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

محمد ﷺ بیاموزندے بیان آنچہ بود وہست وباشد چناں چہ مضمون فعلمت علم الاولین والاخرین ازیں معنی خبر می دہد

(تفسیر حسینی، تحت آیت عَلَّمَهُ الْبَيَانَ)

" محمد ﷺ کو جو کچھ تھا اور ہے اور ہوگا یہ بیان سکھا دیا جیسا کہ مضمون حدیث ہے کہ مجھے اولین و آخرین کا علم سکھا دیا گیا۔ "

آفتاب کی طرح روشن ہے کہ آقا کریم حضور سید عالم ﷺ اللہ کریم کی عطا سے علم ما کان و ما یکون رکھتے ہیں، اور اولین و آخرین سب کچھ جانتے ہیں۔ اب جو لوگ یہ بے بنیاد اور بے دلیل دعوا کرتے ہیں، اور قرآن عظیم پر بہتان باندھتے ہیں کہ قرآن عظیم میں اس کے مخالف دلائل موجود ہیں، ایسے کذاب سنے قرآن کہتا ہے:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا۔ (سورۃ ھود، آیت ۱۸)

" اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے؟ "

یقینن سب سے بڑا ظالم وہی ہے۔ جس نے اللہ کریم پر ہی جھوٹ باندھا،

سنو ظالموں تم نے سب سے بڑا ظلم کیا ہے، تم سب سے بڑے ظالم ہو، تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے غدار ہو ظالموں، اس روئے زمین پر وہابی قوم تو وہ بدترین قوم ہیں، جو کذب باری تعالیٰ کے بھی قائل ہے، یعنی ان کے نزدیک اللہ کریم کا جھوٹ بولنا محال نہیں، ان کے نزدیک اللہ کریم بھی جھوٹ بول سکتا ہے۔ معاذاللہ (اس کی مزید وضاحت فقیر کی کتاب "گستاخ کون" میں ملاحظہ کرے)۔

چنانچہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:

قام فینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنة منازلھم، واھل النار منازلھم، حفظ ذلك من حفظه، ونسیه من نسیه۔ (صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق)

"نبی ﷺ ہمارے درمیان ایک بار کھڑے ہوئے تو ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے اپنی جگہوں میں اور دوزخیوں کے اپنی جگہوں میں داخل ہونے تک کی ہمیں خبر دی اسے جس نے یاد رکھا یاد رکھا اور جو بھول گیا بھول گیا۔"

علامہ بدرالدین عینیؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

وفیه دلالة علی انه اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من

ابتدائہا الی انتہائہا۔ (عمدۃ القاری، جلد۶)

"اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی نشست میں تمام مخلوقات کے ابتداء سے انتہا تک تمام احوال کی خبر دی۔"

اب اس حدیث کو بھی ملاحظہ فرمائے، حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:

جاء ذئب إلى راعى غنم فاخذ منها شاة فطلبه الراعى حتى انتزعها منه قال فصعد الذئب على تل فاقعى واستذفر فقال عمدت إلى رزق رزقنيه الله عز وجل اخذته ثم انتزعته منى فقال الرجل تالله إن رايت كاليوم ذئبا يتكلم فقال الذئب اعجب من هذا رجل فى النخلات بين الحرتين يخبركم بما مضى وبما هو كائن بعدكم وكان الرجل يهوديا فجاء الرجل إلى النبى صلى الله عليه وسلم فاسلم وخبره فصدقه النبى صلى الله عليه وسلم ثم قال النبى صلى الله عليه وسلم إنها امارة من امارات بين يدى الساعة قد اوشك الرجل ان يخرج فلا يرجع حتى تحدثه نعلاه وسوطه ما احدث اهله بعده۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الفضائل)

"ایک بھیڑیا کسی بکریوں کے چرواہے کی طرف گیا ان میں سے ایک بکری پکڑی اسے چرواہے نے تلاش کیا حتیٰ کہ بکری کو اس سے چھڑا لیا، فرمایا کہ

بھیڑیا ٹیلہ پر چڑھ گیا، وہاں بیٹھ گیا اور دم دبالی اور بولا کہ میں نے اس روزی کا ارادہ کیا جو مجھے اللہ نے دی میں نے اسے لیا پھر تو نے وہ مجھ سے چھین لی، تو یہ شخص بولا اللہ کی قسم میں نے آج جیسا واقعہ کبھی نہ دیکھا بھیڑیا باتیں کر رہا ہے، تو بھیڑیا بولا کہ اس سے عجیب تو یہ ہے کہ ایک صاحب دو پہاڑوں کے بیچ کھجوروں کے جھنڈوں میں، تم کو ساری گزشتہ اور آنے والی باتوں کی خبر دے رہے ہیں، وہ شخص یہودی تھا، وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو یہ خبر دی اور مسلمان ہو گیا نبی کریم ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ قیامت کے پہلے ظاہر ہونے والی نشانیوں سے ہیں، قریب ہے کہ ایک شخص گھر سے نکلے اور جب واپس لوٹے تو اس کے جوتے اور اس کا کوڑا اسے ان باتوں کی خبریں دیں گے جو اس کے پیچھے اس کے گھر والوں نے کیں۔"

اس حدیث سے پتا چلا کہ آقا کریم حضور سید عالم ﷺ تمام غیب کی خبر دیتے ہیں، حضرت آدم سے قیامت تک کی خبریں حضور سید عالم ﷺ دیتے ہیں، اور اس حدیث سے یہ بھی پتا چلا کہ حیوانات بھی اس بات کا علم رکھتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ علم ما کان و ما یکون کے عالم ہیں، لیکن حیران گی ہوتی ہے کہ یہ انسان نما حیوان پھر بھی انکار پر ہے۔

ملا علی قاریؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :

یخبرکم بما مضی ای بما سبق من خبر الاولین من قبکم و ماھو کائن بعد کمای

من بنا الأخیرین فی الدنیا و من احوال الاجمعین فی العقبیٰ۔

(مرقاۃ المصابیح، جلد۵)

"حاصل یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ گزشتہ اور آئندہ تم سے پہلوں اور تمہارے بعد والوں کی دنیا اور عقبیٰ کے جمیع احوال کی خبر دیتے ہیں۔"

تو واضح ہو گیا کہ حضور سید عالم ﷺ کو تمام گزشتہ اور آئندہ (یعنی ماکان و ما یکون) کا علم ہے۔ بلکہ غور کرنے والی بات تو یہ ہے کہ جانور بلکہ بھیڑیا جو کہ ایک درندہ جانور ہے، اس بات کا بیان کر رہا ہے، کہ حضور سید عالم ﷺ علم ماکان و ما یکون کے جاننے والے ہے، لیکن افسوس ہو ان لوگوں پر جو انسان کی شکل میں اس بھیڑیے سے بھی زیادہ درندے ہے، جنھوں نے آقا کریم ﷺ کا کلمہ پڑھ کر حضور سید عالم ﷺ سے ہی غداری کی اور آپ ﷺ کے علمِ ماکان و ما یکون کا انکار کیا۔

امام زرقانیؒ فرماتے ہیں :

وقد تواترت الاخبار روا تفقت معانیھا علی اطلاعه ﷺ علی الغیب کما

قال عیاضی ولا ینافی الایات الدالة علی أنه لا یعلم الغیب الا الله وقوله ولو کنت

اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر لان المنفی علمه من غیر واسطة کما افادة المتن اما اطلاعه علیه باعلام الله فمحقق ۔

(زرقانی شرح مواھب، جلد۷)

"بے شک احادیث متواتر ہو چکیں اور ان کے معانی متفق ہو چکے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ غیب پر مطلع ہیں، جیسا کہ قاضی عیاض نے فرمایا اور یہ مضمون ان آیات کے منافی نہیں جن کی یہ دلالت ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور اگر میں علم جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا کہ ان آیات میں علم بے واسطہ کی نفی ہے جس کا افادہ متن نے کیا لیکن اللہ کی تعلیم سے حضور کا مطلع ہونا تو یہ تحقیق سے ثابت ہے ۔"

تو پتا چلا کہ آج منکرین جن عقائد کو بریلوی اور مشرک عقائد کہتے ہیں، دراصل وہی عقائد تمام اکابرین علماء کے متفقہ عقائد ہے، اور یہی عقائد حق ہے، یہی عقائد قرآن وحدیث سے متفقہ طور ثابت ہے ۔
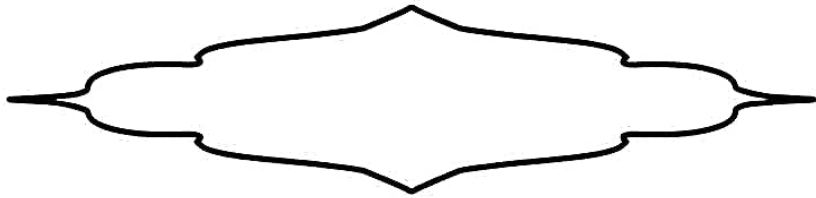
مولوی تھانوی کی توہین علم رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

توہینِ علم رسالت مآب ﷺ میں علماء دیوبند نے کوئی کمی نہیں چھوڑی، دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے حضور سید عالم ﷺ کے مبارک علم کی توہین کی اور اپنی بدنامِ زمانہ کتاب حفظ الایمان میں لکھتے ہیں:

"آپ (ﷺ) کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید، و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔" (حفظ الایمان، صحفہ ۸)

پھر آگے لکھتے ہیں:

"اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔"

(حفظ الایمان، صحفہ ۹)

یہاں ہم نے حفظ الایمان کی دو عبارات پیش کی، ایک عبارت میں مولوی

تھانوی نے علم غیب کی دو قسمیں بیان کی ہے۔ ایک "بعض غیب" اور دوسری "کل غیب" اور دوسری عبارت میں حضور سید عالم ﷺ کے لئے علم غیب کلی نقلی اور عقلی دلیل سے باطل قرار دیا۔ اور پہلی عبارت میں بعض علم غیب حضور سید عالم ﷺ کے لئے تسلیم کیا مگر اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ اس میں حضور سید عالم ﷺ کی کچھ خصوصیت نہیں اور حضور سید عالم ﷺ کے مبارک علم کو جانوروں، پاگلوں ہر کس و ناکس کے علم سے تشبیہ دی، اور اس عبارت میں لفظ "ایسا" استعمال کیا جو کہ حروفِ تشبیہ ہے، اور یہ صریح کفر ہے، کہ حضور سید عالم ﷺ کے مبارک علم کو اس طرح کی تشبیہ دی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء اھلسنت کے مولوی تھانوی کی تکفیرِ کلامی کی اور انہیں کافر کلامی قرار دیا۔ اب جو تکفیر یہاں علماء اھلسنت نے کی ہے وہ اسی تشبیہ کی وجہ سے ہے، جو مولوی اشرف علی تھانوی نے دی۔ اب یہاں پر ان کے بعض مریدین ان کو بچانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، اور باطل تاویلات کرتے نظر آتے ہیں۔ اور علمی یتیمی کے سبب اس تشبیہ کو تنقیص ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ اب پہلے تشبیہ اور تنقیص کے مسلہ ء کو سمجھے کہ بسا اوقات تشبیہ تنقیص ہوتی ہے اور کبھی تنقیص نہیں ہوتی، اور اس کی تین صورتیں

ہے۔

پہلی صورت : جب افضل کو مفضول کے ساتھ کسی ایسے وصف میں تشبیہ دی جائے جو وصف افضل کے مفضول سے افضل ہونے کا ذریعہ بنے۔ اس کو اس طرح سے سمجھے انسان حیوانات سے افضل ہے کیونکہ انسان میں وصف عقل ہے۔ اب اگر کہا جائے کی انسان عقل رکھنے میں گدھے کی طرح ہے۔ تو اس میں انسان کی تنقیص ہے۔ اور یہ تشبیہ تنقیص ہے۔ اور یہی تشبیہ مولوی اشرف علی تھانوی کی عبارت سے ظاہر ہوتی ہے۔

دوسری صورت : جب افضل کو مفضول کے ساتھ کسی عام وصف کی بنیاد پر تشبیہ دی جائے ، یعنی جس وصف میں دونوں مشترک ہو، مثال سے اسے سمجھے انسان اور حیوان کی غذا کی ضرورت ، اور کہا جائے کہ جیسے انسان کھاتا ہے ، حیوان بھی کھاتا ہے۔ اس تشبیہ سے انسان اور حیوان میں غذا کی حاجت سمجھ آتی ہے ، تو یہ تشبیہ تنقیص نہیں ہے۔

تیسری صورت : جب افضل کو مفضول کی ساتھ اس طرح تشبیہ دی جائے کہ اس تشبیہ میں دونوں کی درمیان کوئی عام وصف مشترک ہو جہت اشتراک کے علاوہ ، جیسے کہ کہا جائے انسان بیل کی طرح کھاتا ہے ، یعنی

انسان کا جو طریقہ کھانے میں ہے وہی طریقہ بیل کا بھی ہے۔ تو یہ تشبیہ تنقیص پر مبنی ہے۔

الغرض اس تفصیل کو ملاحظہ کرنے کے بعد پتا چلا کہ مولوی تھانوی کی عبارت میں توہین علم رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اور اس میں تشبیہ کی پہلی قسم ہے جو کہ تنقیص پر مبنی ہے۔ پس مولوی تھانوی کی عبارت مشتمل توہین رسالت ہونے کی بنا پر کفریہ ہے اور اہلسنت کا اس عبارت کی بنیاد پر ان کو کافر کلامی کہہ کر حکم شرع ظاہر کرنا مطابق شریعت ہے۔

چنانچہ سید نذیر الدین اپنے دادا حضرت مولانا پیر سید محمد جیلانیؒ کے بارے میں فرماتے ہیں:

" آپ (پیر سید محمد جیلانی) نے رسالہ (حفظ الایمان) پڑھ کر فرمایا۔ علم غیب کے متعلق مولوی اشرف علی نے نہایت قبیح عبارت لکھی ہے۔ اس کے چند روز بعد مکہ مسجد میں مولوی اشرف علی بیٹھے تھے۔ میرے دادا نے کھڑے ہو کر مولوی اشرف علی کے رسالہ کی قباحت بیان کی اور کہا کہ اس عبارت سے بوئے کفر آتی ہے۔" (حاشیہ مقامات خیر، صحفہ ۶۱۶)

رسالہ حفظ الایمان کے بارے میں مولانا زید ابو الحسن فاروقی لکھتے ہیں :

"اس رسالہ کے چھپتے ہی ہندوستان کے طول و عرض میں عام طور پر مسلمانوں میں بے چینی کی لہر دوڑگئ ۔ اللہ کے نیک بندے متحیر تھے کہ مولوی صاحب نے کیا لکھا ہے ۔" (بزم خیر از زید، صحفہ ۳۷)

اوراسی کتاب میں اپنے والد محترم وارث امام ربّانی حضرت مولانا محی الدین شاہ ابوالخیر دہلویؒ کے بارے میں فرماتے ہیں :

"ان عبارات (براہینِ قاطعہ اور حفظ الایمان کی کفریہ عبارات) کوسن کر حضرت سیدی الوالد رحمہ اللہ کوازحد ملال ہوا۔" (بزم خیر از زید، صحفہ ۳۱)

پھر آگے لکھتے ہیں :

تعجب ہے اس مسلمان پر جو اس قسم کی عبارات سن کر متالم (دلگیر) نہ ہو۔ (بزم خیر از زید، صحفہ ۳۷)

جواللہ کے بندے ہو، رسول اللہ ﷺ کے وفادار ہو ظاہر ہے کہ ان کے دل ان عبارات کو سن کر رنجیدہ ہوں گے ، لیکن جو دیو کے بندے ہوں گے ، دیو کے وفادار ہوں گے ، وہ دیو سے اپنی وفاداری کا ثبوت تو دینگے ہی ، افسوس ہے ان کے لئے جو آقا کریم ﷺ کا کلمہ پڑھ کر، آقا کریم ﷺ کے در کی خیرات کھا کر بھی آقا کریم ﷺ سے وفاداری نہ کرسکے ۔ لیکن قربان جائے ان مجاہدینِ اھل سنت پر کہ جنھوں نے آقا

کریم ﷺ کی ناموس کے خاطر جوانیاں لٹائی، اپنے آقا و مولیٰ حضور سید عالم ﷺ سے وفاداری کا پورا پورا ثبوت دیا۔

الغرض ان کی ہر کتاب نے فتنہ برپا کیا ہے، فرقہ واریت پھلائی ہے، اور مسلمانون کے دلوں کا چین و قرار چھینا ہے، ایک مسلمان بھائی کو دوسرے مسلمان بھائی سے جدا کیا ہے، اور مسلمانوں کو آپس میں لڑوایا ہے۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ مزید اس امت کو ان کے فتنے سے محفوظ رکھے۔

آمین